ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

⑤ جمادی الثانی 1433ھ —— مئی 2012ء

بنتِ امیر شریعت
رحمۃ اللہ علیہا
سیّدہ اُمِّ کفیل بخاری
انتقال کر گئیں
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ولادت: ۲۴ر ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ / ۲۸ر اگست ۱۹۳۲ء بروز اتوار، امرتسر
انتقال: ۲۰ر جمادی الاوّل ۱۴۳۳ھ / ۱۳ر اپریل ۲۰۱۲ء بروز جمعہ، ملتان

احساسات

مدفنِ آرزو ہوں میں، مرقدِ خواہشات ہوں
بادِ فنا کا ہم سفر ذرۂ بے ثبات ہوں

دیدہ وروں نے جھانک کر دیکھا نہیں کبھی ادھر
درد و خلوص و مہر کی چھوٹی سی کائنات ہوں

سوزشِ قلب میں ڈھلے فکر و ہموم رنج و غم
خالقِ کائنات کی مرضی سے بس حیات ہوں

جوئے وفا کے کھوج میں رہروِ شش جہات ہوں
دل کو قرار ہی نہیں منتظرِ ممات ہوں

بنتِ امیر شریعت سیدہ ام کفیل رحمۃ اللہ علیہا
(دارِ بنی ہاشم ملتان، ۱۸ر اگست ۲۰۰۴ء)

★ پیکرِ صدق و وفا، خلیفۂ بلا فصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
★ روشن ہیں سب ستارے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے
★ حدیثِ سفینہ رضی اللہ عنہ سے انحراف
★ پاکستان کے خلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم۔ مجرم کون؟
★ آزاد کشمیر اسمبلی سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مسودہ غائب
★ قادیانی باغی گروپ کے سربراہ احمد یوسف کا قتل اور دنیا نیوز چینل کا جانبدارانہ پروگرام

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ——— امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ اس سال درجہ متوسطہ سے درجہ سادسہ تک داخلے ہوئے ★ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا
★ انگلش، عربی لینگوئج کے لیے خصوصی کلاسز ★ میٹرک کا امتحان درجہ اولیٰ کے ساتھ
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ لائبریری
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

• دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ تین لاکھ روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ **نقیبِ ختمِ نبوت** ملتان

جلد 23 شمارہ 05 جمادی الثانی 1433ھ — مئی 2012ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر: حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول: سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر: عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین: محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر: محمد یوسف شاد 0300-7345095

تفاصیل

دل کی بات:	والدہ ماجدہ بنت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا کا سانحۂ انتقال	مدیر	2
شذرات:	قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دی جانے والی قرارداد کا اصل مسودہ آزاد کشمیر اسمبلی سے غائب!	عبداللطیف خالد چیمہ	5
مکتوب:	بنام: میاں محمد عامر (سی ای او دنیا نیوز چینل) بسلسلہ قادیانی لاہوری گروپ کے سربراہ چودھری احمد یوسف کا قتل	عبداللطیف خالد چیمہ	7
گوشۂ خاص بیاد بنت امیر شریعت سیدہ ام کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا	سیدہ بنت امیر شریعت بخاری رحمۃ اللہ علیہا کا سانحۂ ارتحال	مولانا مجاہد الحسینی	8
	بنتِ امیر شریعت کی رحلت	مولانا محمد ازہر	16
	سیدہ بنت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا حیات امیر شریعت اور تاریخ احرار کا مستند ماخذ	محمد فاروق قریشی	20
دین و دانش:	پیکرِ صدق و وفا، خلیفۂ بلا فصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	تنویر احمد اعوان	21
//	روشن ہیں سب ستارے رسالت مآب کے	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	24
//	حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے انحراف (آخری قسط)	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	28
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۱۲)	پروفیسر خالد شبیر احمد	32
شاعری:	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	40
مطالعۂ قادیانیت:	پاکستان کیخلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم...... مجرم کون؟	سہیل باوا	41
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب (صبیح ہمدانی، ڈاکٹر محمد عمر فاروق، مولانا محمد مغیرہ)	ادارہ	44
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	48
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	58

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک —— 200/- روپے
بیرون ملک —— 1500/- روپے
فی شمارہ —— 20/- روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل حسین آگاہی چوک ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

تحریک تحفظ ختم نبوت شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات
مدیر

'' گوشے میں ''لحد'' کے مجھے آرام بہت ہے''

بنتِ امیر شریعت سیدہ ام کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا

خطیب الامت، امیر شریعت، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اکلوتی بیٹی سیدہ ام کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا ۲۱ / جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۴/ اپریل ۲۰۱۲ء جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب دس بج کر پندرہ منٹ پر طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیٍٔ عِنْدَہٗ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی

کسی بھی چیز کی نسبت ہی اس کا تعارف اور پہچان ہوتی ہے۔ یہی نسبت باعتبار درجہ اس کی قدر و منزلت میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ میری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے نسبت کی لاج رکھی اور اس کی حفاظت کرنے میں عمر تمام کر دی کہ وہ حضرت امیر شریعت کی بیٹی ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ انہوں نے اس کا حق ادا کر دیا۔ سیدہ مرحومہ کی شخصیت کثیر الجہات تھی۔ وہ اپنے ماں باپ کی فرماں بردار، خدمت گزار اور اطاعت شعار بیٹی تھیں اور ہمیشہ ان کی دعاؤں اور محبتوں کا مرکز و محور رہیں۔ انہوں نے اپنے عظیم ماں باپ سے خوب اکتسابِ فیض کیا، علم و عمل اور تقویٰ میں وہ ان کا پرتو تھیں۔ اعتقادات، عبادات اور معاملات میں شریعتِ مطہرہ پر کاربند تھیں۔ حضور خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے انہیں بے پناہ محبت تھی۔ یہ محبت سنت پر عمل کی صورت میں ان کی شخصیت سے ظاہر ہوتی تھی۔ اہل بیت امہات المؤمنین، بنات طاہرات اور صحابیات رضی اللہ عنہم سے محبت ان کے ایمان کا حصہ تھی۔ دینی معاملات میں انہوں نے کبھی کسی سے مفاہمت نہیں کی بلکہ پوری استقامت اور جرات کے ساتھ اپنی دینی اور خاندانی شناخت کا اظہار کیا۔ انہوں نے اپنی اولاد کی پرورش سے لے کر تعلیم و تربیت تک ہمیشہ دین کو مقدم رکھا۔ ان کی ایک ہی خواہش رہی کہ ان کی اولاد دین پڑھے، دین پڑھائے اور دین پر عمل کرے۔ اس اعتبار سے وہ خوش نصیب تھیں کہ خود بھی اس پر عامل رہیں اور اولاد کو بھی اسی راستے پر لگایا۔

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی تبلیغ دین، تحفظ ختم نبوت اور دشمنانِ دین کا مقابلہ کرتے ہوئے گزری۔ ظاہر ہے اس راہ میں انہیں دکھ اور مصائب بھی برداشت کرنے پڑے۔ سیدہ رحمہا اللہ نے اپنی عظیم والدہ کے ساتھ مل کر صبر و استقامت کے ساتھ اپنے ابا جی کا بھرپور ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا کا حافظہ عطاء فرمایا تھا۔ تحریکِ آزادی کی عینی شاہدہ تھیں اور آزادی کے واقعات انہیں ازبر تھے۔ سیدہ مرحومہ اپنے عظیم باپ اور ان کی جماعت مجلس احرار اسلام سے وابستہ تاریخی واقعات و روایات کی امین اور مستند حوالہ تھیں۔ تاریخ و سیرت اور شعر و ادب میں ان کے

مطالعے کی وسعت بے مثال تھی۔ کوئی دن مطالعے سے خالی نہ تھا۔ زندگی کے آخری دن بھی دو کتابیں ان کے سرہانے رکھی تھیں۔ اخبارات کے اداریے، کالم اور تجزیے باقاعدگی سے پڑھتیں اور اس پر رائے بھی دیتیں۔ ملکی حالات وواقعات پر بہت تکلیف اور صدمے کا اظہار کرتیں۔ تہذیب وثقافت کے نام پر معاشرے میں پھیلائی جانے والی بے حیائی پر ان کا دل دکھتا اور آنکھیں روتیں۔ ان حالات پر اکثر استغفار کرتی رہتیں۔ وہ اوّل وآخر ایک مؤمنہ اور صالحہ مسلمان خاتون تھیں۔

انہوں نے بہت کم لکھا مگر جو لکھا خوب لکھا۔ چند برس قبل اپنے ابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق یادداشتیں قلم بند کیں جو ”سیّدی وأبی“ کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئیں۔ ایک بیٹی کی اپنے باپ سے متعلق یادداشتوں کے حوالے سے شاید یہ واحد کتاب ہے جو اردو لٹریچر میں منفرد اضافہ ہے۔ اس کتاب کو عالمی سطح پر شہرت حاصل ہوئی۔ ذاتی وخاندانی، قومی وملی، سیاسی وتاریخی اور ادبی حوالوں سے مرصع یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔

خانوادۂ امیر شریعت میں اس وقت وہ سب سے بڑی تھیں۔ وہ کل پانچ بہنیں تھیں۔ تین ان سے بڑی تھیں جو بہت کم سنی میں انتقال کر گئیں۔ ایک سب سے چھوٹی تھی جو ۱۹۴۸ء میں انتقال کر گئی۔ وہ حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے چھے سال چھوٹی اور باقی تینوں بھائیوں مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ، مولانا سید عطاء المؤمن بخاری اور مولانا سید عطاء المہیمن بخاری سے بڑی تھیں۔

سیدہ مرحومہ خاندانی، تاریخی وسیاسی اور شعری وادبی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا تھیں۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۱ء تک اپنے بڑے بھائی جان مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے جریدہ ”مستقبل“ کی تدوین وترتیب میں ان کے ساتھ شریک تھیں۔ کبھی کبھار کوئی مضمون بھی اس میں تحریر فرماتیں۔ جب کبھی ہمارے ماموں صاحبان ان سے گفتگو کرتے تو خاندانی حالات، شخصی تذکروں اور تاریخی وادبی واقعات کا ایک دبستان کھل جاتا اور ہم دم بخود ہو کر ان کی باتیں سنا کرتے۔

اڑھائی سال قبل میرے چھوٹے بھائی سید محمد ذوالکفل بخاری مکہ مکرمہ میں ایک ٹریفک حادثے میں شہید ہو گئے۔ اپنے جوان بیٹے کی اچانک حادثاتی موت کے صدمے کو جس صبر واستقامت کے ساتھ انہوں نے برداشت کیا وہ صرف اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل وکرم تھا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں اس پر اپنی شان کے مطابق اجر عطا فرمائیں گے۔

خاندانِ امیر شریعت پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل وکرم یہ ہے کہ سب بزرگوں کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ حضرت امیر شریعت، اہلیہ امیر شریعت، مولانا سید ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری اور اب بنت امیر شریعت، سب کو آخری وقت کلمہ طیبہ، استغفار اور اللہ اللہ کا ذکر نصیب ہوا۔ بھائی ذوالکفل مرحوم بھی کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔ **فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک**

سیدہ بنت امیر شریعت ۱۳۵۱ھ، ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئیں۔ تب حضرت امیر شریعت تحریک کشمیر کے سلسلے میں ملتان سنٹرل جیل میں اسیر تھے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی بھی ان کے ساتھ قید تھے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ہی ان کا نام ”سیدہ صادقہ“ تجویز فرمایا۔

قمری حساب سے ان کی عمر ۸۲ سال اور شمسی حساب سے ۸۰ سال بنتی ہے۔ ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ جانے والے دکھوں سے آزاد ہوجاتے ہیں اور پیچھے رہ جانے والوں کو عمر بھران کی جدائی کا صدمہ سہنا ہوتا ہے۔ سیدہ زندہ تھیں تو ہر وقت ان کی دعائیں ہمارے شامل حال ہوتی تھیں۔ مجلس احرار اسلام کے سرگرم کارکن اور رہنما ہمیشہ ان سے دعاء کی درخواست کرتے اور اس کی برکات اپنے کاموں میں محسوس کرتے۔ ان کے انتقال سے بہ ظاہر دعاؤں کا سلسلہ رک گیا لیکن جو دعائیں وہ کر گئیں ہمیں یقین ہے کہ ان کا سائبان اب بھی ہمارے سروں پر قائم ہے۔ مجلس احرار اسلام کے ماتحت دینی مدارس، ختم نبوت کے محاذ پر جدو جہد اور دین دشمنوں کے مقابلے میں جہد مسلسل میں وہ ہمیشہ ہمارے لیے دعائیں فرماتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو منور فرمائے، ان کے حسنات قبول فرمائے، خطاؤں کو معاف فرمائے، اولاد کو ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے (آمین)

۲۱؍ اپریل بروز ہفتہ ۴ بجے سہ پہر باغ لانگے خان ملتان میں ان کے سب سے چھوٹے بھائی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں اکثریت حفاظِ قرآن، طالبانِ دین اور علماء و مشائخ کی تھی۔ نماز عصر کے وقت انہیں جلال باقری قبرستان میں خانوادۂ امیر شریعت کے ''احاطۂ بنی ہاشم'' میں اپنی عظیم اماں جی کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔ ان کے بھتیجوں سید محمد معاویہ بخاری، سید محمد مغیرہ بخاری، سید عطاء اللہ بخاری، سید عطاء المنان بخاری، نواسے سید صبیح الحسن ہمدانی، سید وقار الحسن ہمدانی، سید محمد امجد بخاری، سید محمد عقیل بخاری اور راقم نے انہیں لحد میں اتارا۔ ان کے سرہانے پروفیسر سید محمد وکیل شاہ صاحب، مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہٗ اور قدموں میں پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم صبر و استقامت کی تصویر بنے کھڑے تھے۔ ان کے یتیم پوتے عزیزان سید عطاء المکرّم اور سید عطاء المنعم، بڑا پوتا سید عطاء المحسن حیرت واستعجاب میں دادی اماں کے سفر آخرت کے دلدوز مناظر دیکھ رہے تھے۔ آہ! علم عمل کی پیکر، تقویٰ کی روشنی لے کر قبر کی تنہائیوں میں ہمیشہ کے لیے محوخواب ہوگئیں۔ تدفین کے بعد حضرت پیر جی نے دعاء مغفرت کرائی۔ میں بوجھل قدموں کے ساتھ رخصت ہونے لگا تو محسوس ہوا کہ امی کہہ رہی ہیں............

''کفیل بیٹے! مجھے صحت ہوگئی، ہر مرض سے شفا ہوگئی، مجھے آرام آ گیا''

''گوشے میں ''لحد'' کے مجھے آرام بہت ہے''

والدہ ماجدہ رحمہا اللہ نے اپنے مرحوم بیٹے سید ذوالکفل بخاری کو یاد کرتے ہوئے ایک شعر تحریر کیا تھا اسی پر اکتفا کرتا ہوں

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جامِ دہر مئے کل من علیہا فان

جو بھی اس دنیا میں آیا اسے دنیا کے جام سے فنا کی شراب پینی پڑے گی۔ یعنی موت کا ذائقہ چکھنا ہوگا

اللّٰھم اغفر لھا وارحمھا، اللّٰھم اجعلنا منھم، اللّٰھم لاتحرمنا اجرھا

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دی جانے والی قرارداد کا اصل مسودہ آزاد کشمیر اسمبلی سے غائب!

عبداللطیف خالد چیمہ

روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد / لاہور میں 24/ اپریل 2012ء کو سینیئر صحافی جناب عمر فاروق کی کریڈٹ لائن سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ '' آزاد کشمیر اسمبلی کے ریکارڈ سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی قرارداد کا ریکارڈ غائب ہے''

آزاد کشمیر کی اسمبلی نے پاکستان کی قومی اسمبلی کی 7/ ستمبر 1974ء والی تاریخی قراردادِ اقلیت سے کچھ عرصہ قبل (29/ اپریل 1973ء) مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ اِس تاریخی فیصلے کا اُس وقت پرجوش خیر مقدم کیا گیا تھا اور یہ فیصلہ آنے والے فیصلوں کی بنیاد بنا تھا۔ بعدازاں رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) کے زیر اہتمام 6 تا 10/ اپریل 1974ء کو پورے عالم اسلام کی دینی تنظیموں کے 144 نمائندوں نے مرزائیت کے کفر پر متفقہ قرارداد منظور کی، جو اجماعِ اُمت کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے بعد پاکستان کی قومی اسمبلی نے تاریخی قراردادِ اقلیت متفقہ طور پر منظور کی جس کے اثرات بین الاقوامی سطح پر محسوس کیے گئے اور قادیانی غیر مسلم اقلیت کے طور پر پہچانے جانے لگے۔ ہم ایک عرصے سے یہ بات کہتے اور لکھتے چلے آرہے ہیں کہ قادیانی انٹرنیشنل سطح پر لابنگ اور میڈیا کے ذریعے دنیا کو گمراہ کرنے کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کی اسلامی و آئینی حیثیت کو مشکوک کر کے اِن فیصلوں کو ختم کرانے کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں اور امریکہ، یو این او اور مغربی ممالک قادیانیوں کی پُشت پناہی کر رہے ہیں۔ این جی اوز کا خطرناک جال قادیانیوں سمیت ہر دین و وطن دشمن گروہ کو سپانسر کر رہا ہے۔ ایسے میں یہ خبر آنا کہ آزاد کشمیر اسمبلی کی کارروائی کا اصل مسودہ غائب ہو گیا ہے اس سے کئی سوالیہ نشان جنم لیتے ہیں حکومت آزاد کشمیر کے سربراہ کے لیے ضروری ہے کہ سیکرٹری اسمبلی کی بجائے وہ خود اس امر کی وضاحت کریں اور صورتحال سے قوم کو آگاہ کیا جائے۔

تحریک ختمِ نبوت آزاد کشمیر کے امیر قاری عبدالوحید قاسمی نے سیکرٹری اسمبلی آزاد کشمیر کے نام خط میں مطالبہ کیا ہے کہ آزاد کشمیر کی حکومت سرکاری اور دفتری طور پر وضاحت کرے کہ آزاد کشمیر اسمبلی کی 73ء کی کارروائی کا اصل متن کس حال میں کہاں ہے؟ اور کارروائی من وعن اوپن ہونی چاہیے اور ذرائع ابلاغ کو جاری کرنی چاہیے اس وضاحت کے ساتھ کہ کن کن ارکان نے حمایت کی اور کن کن نے مخالفت میں ووٹ دیا تھا۔

یہ بات یقینی طور پر سامنے آچکی ہے کہ پیپلز پارٹی، ن لیگ، تحریک انصاف، اے این پی اور ایم کیو ایم معمولی فرق کے ساتھ عالمی وسامراجی ایجنڈے کے تحت قادیانیوں کے بارے نرم گوشہ رکھتی ہیں اور بعض تو قراردادِ اقلیت کو سرے سے ختم کرانے کے لیے قادیانی ایجنڈے کا حصہ ہیں۔ سیاستدانوں کا یہ طرز عمل نہ صرف ریکارڈ پر موجود ہے بلکہ قوم انٹرنیٹ کے

ذریعے اِس سے آگاہ بھی ہورہی ہے۔ 7/اپریل 2012ء کو ''دنیا نیوز'' کے پروگرام ''پالیسی میٹر'' میں میزبان خاتون نسیم زَہرا نے ملفوف طور پر قادیانی ایجنڈے کی روشنی میں اپنا مکروہ کردار ادا کیا اور 4 اور 5/اکتوبر 2011ء کی درمیانی شب چناب نگر میں قادیانی باغی گروپ کے سربراہ چودھری احمد یوسف کے قتل پر پردہ ڈالتے ہوئے 7/اپریل 2012ء کو ہی ایم ٹی اے (مسلم ٹی وی احمدیہ) قادیانی چینل پر لندن سے نشر ہونے والے مرزا مسرور احمد کے خطبۂ جمعہ کے الفاظ کو اپنا رنگ دے کر آگے بڑھایا، جس پر ایسے لگا جیسے '' دنیا نیوز'' کا پروگرام قادیانی ایماء پر ٹیلی کاسٹ ہوا ہے۔ بعدازاں 11/اپریل 2012ء کو ''دنیا نیوز'' پر ہی ''تلاش'' پروگرام میں جس کے میزبان انیق ناجی اور مہمان ڈاکٹر مبشر حسین تھے، 1974ء کی قومی اسمبلی کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متفقہ فیصلے کو سیاسی دباؤ کا نتیجہ قرار دیا گیا۔ یہ صرف دو واقعات کی طرف اشارہ ہے ''ایکسپریس ٹربیون'' اور ''دی نیوز'' سمیت انگلش پریس مسلسل اِس کام پر لگا ہوا ہے۔ اہل فکر و نظر، پاکستان کی دینی قیادت اور تحفظِ ختمِ نبوت کے محاذ کی جماعتوں، اداروں اور شخصیات سے ہماری دست بستہ گزارش ہے کہ دشمن کے ایجنڈے اور طریقۂ کار کو سمجھیں، آگے بڑھیں اور ہماری رہنمائی بھی کریں ایسا نہ ہو کہ پانی سر سے گزر جائے۔

تاریخ ہائے ولادت و وصال بنتِ امیرِ شریعت سیدہ اُمِ کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا

ضیاء الرحمٰن جالندھری، ملتان

ولادت:

لقال اللّٰہ: خلقه فقدره (۱۳۵۱ھ)　　نحمدالحیّ الغنی و نصلی علی النبی الکریم (۱۹۳۲ء)

بسم اللّٰہ المنعم المحسن المؤ من المهیمن الوکیل الدلیل العلیم الرحمن الرحیم (۱۹۳۲ء)

جنم یوم الاحد چوبیس ربیع الثانی تیرہ سو اکیاون ہے۔ (۱۹۳۲ء)　　جنم باسطہ سیدہ بنت امیر شریعت (۱۹۳۲ء)

وصال:

قال اللّٰہ المالک: وادخلی جنتی (۱۴۳۳ھ)　　قال اللّٰہ الاکبر الاعلی: ان للمتقین مفازا (۱۴۳۳ھ)

فقد قال اللّٰہ المانع الاعلیٰ: فان الجنة هی الماوی (۱۴۳۳ھ) اعوذ باللّٰہ الربهان الجلیل من الشیطٰن الرجیم (۲۰۱۲ء)

قال اللّٰہ النور: وسلم علیه یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیا (۲۰۱۲ء)

بنت امیر شریعت ناجیه سیده اُم کفیل (۲۰۱۲ء)

وصال سیّدہ شنبہ اکیس جمادی الاوّل چودہ سو تینتیس ہجری (۲۰۱۲ء)

شاہدہ سیدہ ام کفیل کی کل عمر مبارک بیاسی سال ستائیس دن ہے (۲۰۱۲ء)

صادقہ زاہدہ: غمزدہ عالم اسلام است (۲۰۱۲ء)　　ازحزنِ جام! ضیاء الرحمٰن السعید (۱۴۳۳ھ)

''دنیا نیوز'' ٹی وی چینل کے ''سی ای او'' محترم جناب میاں عامر صاحب اور ''ڈائریکٹر'' محترم جناب نوید کاشف صاحب کے نام مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کا خط

جنابِ عالی! السلام علیکم! مزاج گرامی؟

قادیانی باغی گروپ کے سربراہ چودھری احمد یوسف (چناب نگر سابق ربوہ) کو 4 اور 5 اکتوبر 2011ء کی درمیانی شب قادیانیوں نے قتل کردیا۔ قادیانیوں نے اپنے اثر ورسوخ سے اِس قتل کے محرکات اور قاتلوں کو چھپایا۔ مقتول نے اپنی زندگی میں بعض یقینی خطرات کے پیش نظر قادیانی جماعت کے مرکزی ترجمان سلیم الدین، میجر سعدی وغیرہ کو نامزد کردیا تھا اور اعلیٰ ومقامی پولیس حکام کو مطلع کردیا تھا کہ اگر مجھے کوئی نقصان پہنچا تو قادیانی جماعت ہی ذمہ دار ہوگی۔ پولیس نے صدر محلّہ قادیانی جماعت ماسٹر عبدالقدوس کو گرفتار کیا اور دورانِ تفتیش اُس نے قتل کا اعتراف کیا اور اصل محرکات بھی بیان کیے۔ بعدازاں عبدالقدوس جو دل کا مریض بھی تھا جسے قادیانی جماعت نے کسی سرکاری ہسپتال کی بجائے اپنے فضلِ عمر ہسپتال چناب نگر میں داخل کرایا، وہ مر گیا۔

اب حیرت ہے کہ قادیانی جماعت چودھری احمد یوسف کو ایک اسٹامپ فروش کا قتل اور ماسٹر عبدالقدوس کو مظلوم قادیانی مقتول ظاہر کرکے چودھری احمد یوسف کے قتل اور اس کے محرکات پر پردہ ڈالنا چاہتی ہے اور اس سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ ''دنیا نیوز'' پر 07 اپریل 2012ء پروگرام ''پالیسی میٹر'' میں نسیم زہرا نامی میزبان خاتون کی میزبانی میں قادیانی ایجنڈے کی روشنی میں جانب دارانہ گفتگو کرائی گئی اور سراسر یک طرفہ مؤقف پیش کیا گیا پروگرام سے چند گھنٹے قبل مرزا مسرور احمد (M.T.A) قادیانی چینل پر ماسٹر عبدالقدوس کیس کے حوالے سے جو کچھ کہہ چکا تھا اس مفہوم کو آگے بڑھایا گیا جبکہ چودھری احمد یوسف کی بیٹی نجمہ (کراچی) اس کے بیٹے احمد سیف ایڈووکیٹ (لاہور) چیخ چیخ کر قاتلوں کی نشاندہی کررہے ہیں۔

جنابِ والا: بعدازاں 11 اپریل 2012ء کو ''دنیا نیوز'' پر ہی ''تلاش'' پروگرام میں جس کے میزبان انیق ناجی اور مہمان ڈاکٹر مبشر حسین تھے ''میں بھٹو مرحوم کے دور میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی قومی اسمبلی کی متفقہ قراردادِ اقلیت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اِسے سیاسی دباؤ کا نتیجہ قرار دیا گیا۔

جنابِ والا: ہم آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ دونوں پروگرام جانبدارانہ، یک طرفہ طور پر نشر کیے گئے اور مُسلمہ اصول کے مطابق فریق ہائے ثانی کو نہیں بلایا اور سنا گیا جس سے ہمارا بنیادی استحقاق بحیثیت مسلمان بھی مجروح ہوا ہے۔ آپ سے عرض یہ ہے کہ نشر ہونے والے پروگرام خلافِ واقعہ ہیں اور اِس سے خود ''دنیا نیوز'' کی ساکھ بھی متأثر ہوئی ہے۔ امید ہے کہ آپ ازالہ وتلافی بھی فرمائیں گے اور جواب سے بھی نوازیں گے۔ شکریہ۔

والسلام

عبداللطیف خالد چیمہ
کنوینیر متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان
سیکرٹری جنرل مجلس احرارِ اسلام پاکستان
موبائل نمبر: 0300-6939453

سیدہ بنتِ امیر شریعت بخاریؒ کا سانحۂ ارتحال

مولانا مجاہد الحسینی

اللہ تعالیٰ کا نظامِ موت وحیات ایسا ہے کہ اس کی باگ ڈور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ دنیا کی زندگی اور سفرِ آخرت کے اوقات متعین ہیں۔ اس میں تقدم وتاخر کی قطعاً گنجائش نہیں۔ لختِ جگر انبیاء ورسل کے ہوں یا محسنِ انسانیت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہوں یا تابعین، تبع تابعین اور اولیاء وصلحاء اُمّت کے، سب کے لیے موت ہی واحد ذریعہ ہے جس سے گزر کر حیاتِ ابدی اور وصول الی المطلوب کا حصول ممکن ہے۔ اللہ کے اسی نظام کے تحت مؤرخہ ۱۴ر اپریل ۲۰۱۲ء کو عالم اسلام کی ممتاز دینی وملّی شخصیت برصغیر پاک وہند کے سحر بیاں اور وجد آفریں خطیب اعظم امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی اکلوتی لختِ جگر، عابدہ، زاہدہ اور عالمہ وفاضلہ بیٹی طویل علالت کے بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کی نماز جنازہ ان کے برادر اصغر مولانا حافظ قاری سید عطاء المہیمن بخاری (امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان) نے ادا کرائی۔ اور والدہ مرحومہ کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ جنازے میں مرحومہ کے شوہر مولانا پروفیسر سید محمد وکیل شاہ بخاری، مرحومہ کے برادر مولانا حافظ سید عطاء المؤمن بخاری، حضرت امیر شریعت کے پوتے اور مولانا حافظ سید ابوذر بخاری کے فرزند حافظ سید محمد معاویہ بخاری (ایڈیٹر ''الاحرار'' ملتان)، مرحومہ کے لختِ جگر مولانا سید محمد کفیل بخاری (ایڈیٹر ''نقیبِ ختمِ نبوت'' ملتان) اور پاکستان کے مختلف دینی مدارس کے شیوخ الحدیث، دینی جماعتوں کے ممتاز رہنما اور کارکن، ملتان کی ممتاز دینی، علمی، سیاسی ادبی اور مختلف مکاتب فکر کی اہم شخصیات نے شرکت کر کے مرحومہ (سیدہ اُمّ کفیل بخاری) کو خراجِ عقیدت واحترام پیش کیا اور ان کی مغفرت اور جنت الفردوس میں مقامِ علّیین پر فائز ہونے کی دعائیں کیں۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ گزشتہ اڑھائی برس قبل مرحومہ سیدہ بنتِ امیر شریعت رحمہا اللہ کے نوجوان اور عبقری صلاحیتوں کے مالک فرزند پروفیسر سید ذوالکفل بخاری (استاذ اُمّ القریٰ یونیورسٹی مکّہ معظّمہ) ٹریفک کے ایک حادثے میں شہید ہو گئے تھے۔ اس کی ناگہانی جدائی کا الم ناک صدمہ ہماری اس محترمہ بہن نے جس بلند ہمّتی، حوصلے اور صبر و استقامت کے ساتھ اس شیخوخت (بڑھاپے) میں برداشت کیا تھا وہ اُن کو اللہ کی عطا کردہ توفیق کا سبق آموز مظاہرہ تھا۔ بقول جگر مرادآبادی:

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں

مرحومہ سیدہ بنتِ بخاری نے برصغیر پاک و ہند کے صبر آزما اور دار و گیر سے پر ہنگام تلخ حالات میں پرورش پائی اور اپنے والد ماجد حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی بابت ہمیشہ ریل، جیل اور دار و رسن ہی کی سزاؤں کی صدائیں سنتے زندگی پروان چڑھی تھی۔ فرنگی دورِ استبداد میں کئی خطرناک مرحلے ایسے بھی آئے کہ پاداشِ حق میں زینتِ زنداں بننے والے امیر شریعت کو باغیوں کی ہولناک کوٹھڑی میں بند کر کے مار دینے کی کوشش کی تھی مگر:

ہر چیز کی طناب ہے خالق کے ہاتھ میں

وہ اگر فیصلہ نہ کرے تو نمرود کی جلائی ہوئی آگ گلزار بن جاتی ہے، صدیوں سے شعلہ بار آتش کدے بجھ جاتے ہیں اور تختۂ دار پر کھڑے کیے گئے ملزم کی گردن سے پھانسی کا پھندا اُتار کر اسے بری کرنے کے احکام بھی صادر ہو جایا کرتے ہیں۔ خود حضرت امیر شریعت نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ انگریز کی غاصبانہ حکومت کے خلاف میری ایک تقریر کو باغیانہ قرار دے کر مجھے بھی پھانسی خانے میں بند کر دیا تھا مگر بعد میں وہ سزا قید بامشقت میں تبدیل ہو گئی تھی۔ چنانچہ رہائی کے بعد حسب معمول شبِ تاریک کے آخری حصے میں تقریر کر کے واپس آ رہا تھا کہ اندھیرے میں چند عورتیں کھڑی تھیں، ساتھیوں سے گفتگو کرتے ہوئے ایک بڑھیا نے میری آواز پہچان کر لڑکھڑاتے لہجے میں کہا:

''شاہ جی! میں تے ساری ساری رات اپنے دوپٹے دی جھولی رب اگے پھیلا کے تہاڈی حیاتی واسطے رو رو کے فریاد کیتی سی۔ تے رب نے میری سُن لئی'' (شاہ جی! میں نے تو اپنے رب کے سامنے اپنے دوپٹے کا دامن پھیلا کر ساری ساری رات آپ کی زندگی کے لیے زار و قطار رو رو کر دعائیں کی تھیں اللہ نے میری سن لی)

شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تو ایک حوالہ ہے۔ نامعلوم اور کتنے مقبول بارگاہ الٰہی ایسے ہوں گے جنھوں نے میری ذات کے لیے بھی اور میرے مقدس مشن کی کامیابی کے لیے اللہ کے حضور اشکبار ہو کر دعائیں کی ہوں گی۔ بہر نوع حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ نے فرنگی سامراج اور اس کے کاشت کردہ فتنۂ قادیانیت کے خلاف کئی باغیانہ تقریریں کیں جن کی پاداش میں انگریز غاصب حکمرانوں نے آپ کو تختۂ دار پر لٹکا دینے کے حربے کے علاوہ کئی کئی برس تک پسِ دیوارِ زنداں رکھنے کی ظالمانہ سزائیں سنائیں مگر آپ کے پائے استقلال میں کبھی لغزش پیدا نہ ہو سکی۔ ایسے صبر آزما ماحول میں شاہ جی رحمہ اللہ کی اولاد نے پرورش پائی تھی۔

ایک روز امیر شریعت رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناشتے کے بعد ابن امیر شریعت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ کے ساتھ محوِ گفتگو تھا کہ اندرون خانہ سے حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تشریف لے آئے اور ٹرے میں پڑے روٹی کے ٹکڑے دیکھ کر اظہارِ حیرت کیا اور فرمایا: بیٹا! تم نے اللہ کے عطا کردہ رزق سے یہ ٹکڑے کیوں چھوڑ دیے؟ پھر ان ٹکڑوں کے مزید باریک ٹکڑے کر کے مرغیوں کو آ۔ آ۔ آ۔ کہہ کر بلایا، مرغیاں پَر پھیلائے دیوانہ وار آ گئیں اور روٹی کے ٹکڑے کھانے لگیں۔ یہ دیکھ کر شاہ جی ہماری جانب متوجہ ہوئے اور کہنے لگے

''کتنی وفا شعار ہے یہ مخلوق، انھیں میں نے ایک آواز دی سنتے ہی لپک کر میرے گرد جمع ہو گئیں۔ میں ان کے لیے ''خطیب اعظم'' ہوں یا اس قوم کے لیے؟ جسے میں نے راس کماری سے طورخم کی پہاڑیوں تک اور بمبئی کے ساحل سے لے کر

وادیٔ کشمیر تک شب و روز قرآن سنایا۔ حضور سیّدِ وُلدِ آدم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغام پہنچایا، میرے کالے بالوں میں سفیدی آ گئی مگر اس قوم کے دلوں کی سیاہی دور نہ ہو سکی۔ مجھے تو کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قبرستان میں اذان دے رہا ہوں'' اور شاہ جی لمحہ بھر کے لیے خاموش ہو گئے۔ میں نے سکوت توڑنے کی جسارت کرتے ہوئے دریافت کیا کہ ''مرغ بانی'' کا شوق آپ کی زندگی میں کیسے در آیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ: فرنگی سامراج کے جس مخالف اور باغی کے شب و روز ریل اور جیل میں گزرتے ہوں، پانچ پانچ دس دس برس جس کے قید و بند کی نذر ہو جاتے ہوں، جس کی اولاد کم عمر اور بچگانہ دور میں ہو اور بازار سے سودا سلف لانے والا بڑا کوئی موجود نہ ہو، اس کے لیے گھر میں ہی گوشت کا سامان فراہم کرنا ایک مجبوری اور طبعی ضرورت ہے۔ یہ تھا وہ تلخ اور ہمت افزا ماحول جس میں دیگر افرادِ کنبہ کے دوش بدوش بنتِ امیر شریعت رحمہا اللہ نے پرورش پائی اور اپنے والد ماجد کی تلخیٔ حیات کے لرزہ خیز واقعات کا صحیح طور مشاہدہ کیا تھا، جن کا انھوں نے ''سیّدی وابی'' نامی کتاب میں مفصّل تذکرہ کیا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے نادر معلومات فراہم کر کے حضرت امیرِ شریعت رحمہ اللہ کی زندگی کے بعض ایسے سبق آموز واقعات کا حوالہ دیا ہے جو رفقاءِ امیر شریعت اور جماعتی رہنماؤں کی نگاہوں سے بھی اوجھل تھے۔

حضرت امیر شریعت کی ساری اولاد ہی بفضلہٖ تعالیٰ دینی شعور وادراک، علمی و عملی اور ادبی صلاحیتوں سے خوب خوب آراستہ ہے، لیکن حضرت امیر شریعت کے نہاں خانۂ قلب و جگر میں جو گہرا نقش اپنی اس عالمہ و فاضلہ، ادیبہ اور عفیفہ، عابدہ و زاہدہ بیٹی کے لیے ثبت تھا وہ اور کسی کے لیے نہیں تھا۔

کام یابی کے لیے فکر مندی:

قیامِ پاکستان کے بعد کے ابتدائی ایام میں ہی میرے ہمدم و رفیق مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے ''نادیۃ الادب الاسلامی'' کے نام سے ایک دینی، علمی و ادبی تنظیم قائم کی تو ابن امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اس کے امیر، راقم الحروف (مجاہد الحسینی) قیّم (سیکرٹری جنرل) مقرر ہوئے تھے۔ اس تنظیم کے ابتدائی ترجمان مجلّہ ''رُوداد'' اور بعد ازاں مجلّہ ''مستقبل'' ملتان میں بنتِ امیر شریعت کے بلند پایہ علمی و ادبی اور تحقیقی مضامین شریکِ اشاعت ہوا کرتے تھے جو تاریخ ادبِ اسلامی کے زرّیں باب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہماری ہمشیر مرحومہ کے مضامین و مقالات فکر و تدبّر اور فصاحت و سلاست کے آئینہ دار ہوتے تھے، نیز یہ بھی ایک صداقت ہے کہ بہن صاحبہ نے حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایمان آموز اور مادی اعتبار سے جہاں ایک صبر آزما اور تلخ ماحول میں پرورش پائی تھی وہاں جرأت ایمانی، غیرتِ دینی اور حمیّتِ اسلامی کے مظاہروں سے بھی ان کی زندگی آراستہ تھی۔ جس کا مشاہدہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران اس وقت ہوا جب عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں علّامہ اقبال کی تجویز کے مطابق پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر اور مسالک کے مذہبی رہنماؤں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور جنازہ گاہ میں موجود ہونے کے باوجود بانی پاکستان محمد علی جناح کے جنازے میں شرکت سے انکار کرنے والے فرنگی سامراج کے جاسوس سر ظفر اللہ خاں کو وزارت خارجہ سے الگ کر دینے کا مطالبہ کیا تو اس دور کے مسلم لیگی حکمرانوں نے ان صفا کیش بے گناہوں کے سینے یا تو گولیوں کی بوچھاڑ سے ٹھنڈے کر دیے تھے یا لاکھوں جاں نثارانِ ختم نبوت کو جیل خانوں میں بند کر دیا تھا۔

چنانچہ مخدومہ محترمہ حضرت اماں جی (زوجہ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ) اور بنتِ امیر شریعت رحمہما اللہ ایسی خواتین تھیں جنھوں نے اس مقدس تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والوں کے اہل خانہ سے مستقل رابطہ رکھ کر انُھیں حوصلے اور استقامت سے کام لینے اور تحریک کی کامیابی کے لیے دعاؤں کی تلقین کی۔ یہ ان کی دانش مندی دور اندیشی عزم و ثبات یقین و ایمان اور اللہ پر بھروسے کا آئینہ دار ہے۔ اس تحریک کے دوران ہم نے ''تھڑ دلے'' حاسد جماعتی مفاد پرست اور بلند پائے کے ممتاز مذہبی قائدین بھی دیکھے جو عقائد و نظریات کے اعتبار سے تو ان مذہبی رہنماؤں کے ہم نوا تھے مگر ''ختم نبوت'' کے نام پر حکومت کے خلاف کسی قسم کے راست اقدام اور ایجی ٹیشن کے سخت خلاف تھے۔ جنہوں نے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے بصورت وفد ملاقات کر کے اپنے آپ کو تحریک سے دامن کش ہونے کی یقین دہانی کرائی اور اس کے عوض سنگین سزا سے گلو خلاصی اور قید خانے سے رہائی پائی تھی۔

فروری ۱۹۵۳ء کے آخری ایاّم میں آل مسلم پارٹیز کی مجلسِ عمل کے مرکزی رہنماؤں نے بصورتِ وفد وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کر کے اپنے موٗقف اور تحریک کے مقاصد سے آگاہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا جس کے باعث مرکزی قائدین کراچی میں موجود تھے۔ انھیں ملاقات کا موقع دینے اور ان کی بات سنے بغیر ہی مسلم لیگی حکمرانوں نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور ۲۸ر فروری ۱۹۵۳ء کو تحریکِ ختم نبوت کے ترجمان اخبارات مثلاً مولانا ظفر علی خان کے روز نامہ ''زمیندار'' اور حضرت امیر شریعتؒ کی زیرِ سرپرستی اشاعت پذیر روز نامہ ترجمان احرار ''آزاد'' لاہور اور کراچی سے شائع ہونے والا ہفت روزہ ''حکومت'' وغیرہ کو ایک ایک سال کے لیے جبراً بند کر دیا تھا اور اس کے ایڈیٹر مولانا ظفر علی خان کے فرزند اختر علی خاں، راقم الحروف ایڈیٹر ''آزاد'' اور مولانا حق نواز ایڈیٹر ''حکومت'' کراچی کو بھی گرفتار کر کے ایک ایک سال کے لیے جیل خانوں میں بند کر دیا تھا۔ اس دوران مرحومہ بنتِ امیر شریعت رحمہا اللہ نے میری بیوی کے نام جو خط لکھا درج ذیل ہے۔

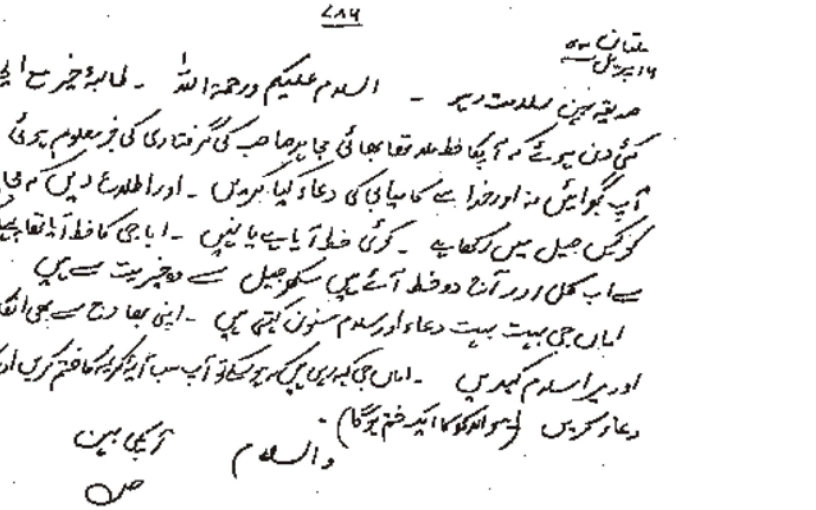

۷۸۹

ملتان سے
۱۹ اپریل ۵۳

صدیقہ بہن سلامت رہو — السلام علیکم ورحمۃ اللہ — لما بعد خیر سے ہیں

کئی دن ہوئے ہم نے آپکا خط ملا تھا بھائی مجاہد صاحب کی گرفتاری کی خبر معلوم ہوئی آپ گھبرائیں نہ اور خدا سے کامیابی کی دعا کیا کریں۔ اور اطلاع دیں کہ بھائی جان کو کس جیل میں رکھا ہے۔ کوئی خط آیا ہے یا نہیں۔ ابا جی کا خط آیا تھا پہلے کراچی سے اب کل اور آج دو خط آئے ہیں سکھر جیل سے وہ خیریت سے ہیں اماں جی بہت بہت دعا اور سلام کہتی ہیں۔ اپنی بھاوج سے بھی انکا پیار اور میرا سلام کہدیں۔ اماں جی کہہ رہی ہیں کہ ہو سکے تو آپ سب آیت کریمہ کا ختم کریں اور کامیابی کا دعا کریں۔ انشاء اللہ کو کا ایک ختم ہوگا۔

والسلام

آپکی بہن
ص

مندرجہ بالا مکتوب سے اندازہ لگائیے کہ مخدومہ معظّمہ حضرت اماں جی اور ان کی لختِ جگر بنتِ امیرِ شریعت رحمہا اللہ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والوں کی رہائی کا قطعاً کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔ ان کے پیشِ نظر صرف ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور اس کی خاطر جاری تحریک ختم نبوت تھی۔

اسی طرح جب لاہور سنٹرل جیل (جہاں پر ان دنوں ایک جدید طرز کی ''شادمان کالونی'' تعمیر ہو چکی ہے) سے رہائی مل گئی تو راقم الحروف نے تحریک کے ترجمان روزنامہ ''آزاد'' کے اجراء کے سلسلے میں تجدید ڈیکلریشن کی درخواست پیش کی مگر مسلم لیگی حکمرانوں نے ترجمان ختم نبوت شائع کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ مایوس ہو کر میں نے روزنامہ ''نوائے پاکستان'' لاہور کے ایڈیٹر، ممتاز صحافی اور مولانا ظفر علی خاں کے ساتھی مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکشؔ سے رابطہ قائم کیا تو انھوں نے میری پریشاں حالی دیکھ کر بلا توقف اخبار کے ڈیکلریشن ہولڈر حاجی محمد شریف (مالک مقبول عالم کتب خانہ چوک دالگراں لاہور) سے مشورہ کر کے معمولی شرط پر اخبار ہمارے سپرد کر دیا۔ جس کی افتتاحی تقریب میں مولانا غلام رسول مہر، مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکشؔ، مولانا محمد وارث کامل، مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری، حمید نظامی (ایڈیٹر نوائے وقت)، آغا شورش کاشمیری (ایڈیٹر چٹان)، مولانا محمد اسحٰق بھٹی (ایڈیٹر الاعتصام)، مولانا پیر غلام دستگیر نامی، مولانا عبیداللہ انور (انجمن خدام الدین) شریف فاروق (روزنامہ احسان)، علاّمہ لطیف انور، جانباز مرزا اور مجلس احرار و مجلس ختم نبوت لاہور کے دیگر ممتاز رہنما اور کارکن شریک ہوئے تھے۔ اس کے پہلے شمارے میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، امیر مجلسِ عمل کے مولانا ابوالحسنات سید محمد قادری خطیب مسجد وزیر خان لاہور، مولانا سید محمد داؤد غزنوی امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان، مولانا مظہر علی اظہر، صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ سجادہ نشین آلومہار شریف، حمید نظامی اور آغا شورش کاشمیری کے خیر مقدمی تحریری پیغامات ان کے دستخطوں کے عکس کے ساتھ شائع ہوئے تھے۔ نیز یہ ایک تاریخی اقدام تھا کہ علامہ اقبال رحمہ اللہ کا وہ کلام جو منکرین ختم نبوت کی سازش سے ان کے مجموعہ کلام میں شریک اشاعت نہ ہو سکا تھا

''اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک''

کے زیرِ عنوان سید نفیس شاہ رحمہ اللہ کی دلکش کتابت کے ساتھ ''نوائے پاکستان'' کے صفحہ اوّل پر شائع ہوئی تھی۔ علاّمہ اقبال نے یہ نظم انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے میں سنائی تھی اور ہفت روزہ ''حمایت اسلام'' لاہور میں شائع ہو گئی تھی لیکن ان کی مطبوعہ کتب میں یہ نظم شامل نہیں کی گئی۔

بہر نوع یہاں پر چونکہ بنتِ امیر شریعت رحمہا اللہ کی علمی و ادبی تحریری خدمات کا تذکرہ مقصود ہے، جب ہماری اس ہمشیر مرحومہ کی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت یافتہ سید محمد شفیع بخاری رحمہ اللہ کے فرزند پروفیسر مولانا سید محمد وکیل شاہ بخاری کے ساتھ شادی ہو گئی اور وہ اپنے سسرال عبدالحکیم ضلع ملتان میں رہائش پذیر ہو گئیں تو انھوں نے میری بیوی کے نام جو مکتوب ارسال کیا اس کی تاریخی نوعیت اور اہمیت کے پیشِ نظر یہاں درج کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

۸۶

عبدالحکیم
۱۶ر اگست ۵۴ء

مجاہدہ بہن سلامت باشید۔ السلام علیکم

یکم اگست کو یہاں آنے کیلئے تیار تھی۔ کہ خط خوشخبری کا ملا
اللہ تعالیٰ نے آپکو ننھی عطاء فرمائی ہے۔ ہم سب ہی کو
بہت خوشی ہوئی۔ اماں جی نے اُسی وقت فرمایا کہ خط
لکھنا چاہیئے مگر مجھے اسوقت فرصت نہ تھی اس لئے
یہاں آکر لکھنے کا خیال کیا۔ آکر دیکھا ہے ابھی تک کسی نے
نہ لکھا ہو۔ تو اباجی اماں جی کی طرف سے بھی اور میری طرف سے
بھی آپ دونوں کو بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے
عمر دراز فرمائیں اور اپنے حفظ وامان میں رکھیں آمین
نام کیا رکھا ہے۔ اور اب آپ دونوں یعنی ماں بیٹی کی صحت
کیسی ہے۔ ضرور لکھیئے گا۔ ایک بات اور لکھنی ہے یہاں
آکر ایک طرح سے نظر بندی ہی ہوتی ہے۔ باہر
کی دنیا کا کوئی تعلق باقی رہنے کا سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا۔ نور نے پاکستان یہاں ماہ سے کہہ کر
یہاں جاری کرا دیئے۔ مفت نہیں کوئی تین ماہ کیلئے
فی الحال جاری کردیں اور چندہ پہلا پرچہ وصول کر کے
ادا کردیں۔ اور کیا لکھوں۔ صبیحہ★ اچھی ہے اور ناک

میں دم کئے ہوئے ہے۔ ملتان کیلئے
ننھی کو بہت بہت پیار۔ آپ گھر کب تک واپس جائینگی

مجھے تو شاید کافی دن ابھی یہاں رہنا ہوگا لیکن گھر جاتے

ہی آپ اماں جی سے ضرور ذکر کیجئے گا

★ صبیحہ کے بجائے بچی کا نام فاطمہ رکھا گیا

والسلام

اس پتہ پر آپ چاہیں تو لکھ سکتی ہیں

ص - معرفت دین محمد صاحب

عبدالحکیم ضلع ملتان

ہمشیرہ محترمہ بنتِ امیرِ شریعت کے یہ خطوط تحریک ختمِ نبوت کی بابت ان کی دل چسپی اور میرے اہلِ خانہ کے ساتھ ان کے گہرے تعلقِ خاطر کے آئینہ دار ہیں۔ نیز ان خطوط کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ مرحومہ حضرت امیرِ شریعت رحمہ اللہ کی لاڈلی اور پیاری لختِ جگر ہونے کے باعث جماعتی لٹریچر مفت حاصل کرنے اور اعزازی طور پر اپنے نام مطبوعات کی ترسیل کو شرعاً اور اخلاقاً اچھا نہیں سمجھتی تھیں۔ یہ ''آدابِ دخترانہ'' انھوں نے اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے والد ماجد حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ کی اعلیٰ تربیت اور ان کی صحبت فیض رساں سے سیکھے تھے۔ یہ مکتبِ صالحین کی کرامت بھی تھی اور ان کی نگاہِ لطف و کرم کی انقلاب آفرینی بھی۔

امیرِ شریعت کے اہلِ خانہ سے بدسلوکی اور بدزبانی:

بنت امیرِ شریعت نے اپنی کتاب ''سیّدی وابی'' میں بعض ایسے واقعات تحریر کیے ہیں جن کے مطالعے سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوت کے دوران جب حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اپنے رفقاءِ زنداں کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے؛ ان دنوں تحریک کو رواں دواں رکھنے اور قادیانیوں کے فساد انگیز حربوں سے بچانے کے لیے امیرِ شریعت رحمہ اللہ کے بڑے فرزند مولانا حافظ سید ابوذر بخاری اور مولانا غلام غوث ہزاروی مختلف مقامات پر روپوش تھے۔ حکومتی اہل کاروں کی خفیہ و علانیہ کوششوں کے باوجود دستیاب نہ ہو سکے۔ آخر کار انھوں نے حضرت امیرِ شریعت کے اہل خانہ کو تنگ کرنے کے حربے استعمال کرنا شروع کر دیے حضرت امیرِ شریعت کے گھر پر پولیس کا دھاوا، تلاشی، روایتی بدزبانی، بدسلوکی اور بدتمیزی کی بابت مرحومہ بنتِ امیرِ شریعت رحمہا اللہ نے اپنی کتاب سیّدی وابی کے صفحہ ۲۲۶ سے ۲۳۰ تک رقت انگیز معلومات فراہم کی ہیں۔ لیکن خوفِ طوالت سے ان کا آخری حصہ یہاں پر درج کیا جاتا ہے۔ اس سے بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام کی خاطر حاصل کیے گئے اس ملک میں اسلام کے پیروکاروں اور داعیوں پر کیا گزرتی رہی ہے؟ اور منکرین ختمِ نبوت کی خوشنودی اور انھیں تحفظ دینے کی خاطر فرزندان اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا رہا ہے؟

اقتباس:

''اُن دنوں نجف خان ڈی آئی جی پولیس تھے اور بھائی جان کو اس پر بہت غصہ تھا کہ اس سارے قصے کا محرک اور ذمہ دار وہی ہے۔ جب رہائی کے بعد ابا جی اور بھائی جان اکٹھے ہوئے تو بھائی جان نے اس واقعہ پر شدید ردّعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس پولیس افسر کے خلاف تقریر کروں گا اور لوگوں کو اصل حقائق سے آگاہ کروں گا۔ اس پر ابا جی نے فرمایا:

''ہوا ہی کیا ہے؟ یہی کہ تمہاری اماں اور بہن کے سامنے پولیس والوں نے بدزبانی کی اور گالیاں بکیں۔ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اس سے بھی زیادہ بدسلوکی ہوتی تو ہماری سعادت ہوتی۔ اگر تمہاری ماں اور بہن کو گھسیٹ کر سڑک پر لاتے اور اُن کو مارتے تو میں سمجھتا کہ تحفظ ختم نبوت کا کچھ حق ادا ہوا۔ اللہ کے دین کے کام میں سختیاں اور امتحانات نہ آئیں اور مار نہ پڑے، یہ ہو نہیں سکتا۔ دین کا کام کرو گے تو مار بھی پڑے گی۔ اس کے لیے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھو۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی رؤف ورحیم ہستی کو دین کے نام پر کتنی تکالیف اٹھانی پڑیں۔ جانتے نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو زخمی کیا گیا اور وہ اسی زخم سے شہید ہوئیں۔ ہماری کیا حیثیت ہے؟ اس لیے صبر کرو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر سے قربانی کو قبول فرمائے۔ (آمین)''

(''سیّدی وابی'' ص:۲۳۲)

❁❁❁

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37122981-37217262

اَلتَّاجِرُ الصُّدُوقُ الْاَمِینُ مَعَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَاءِ (جامع ترمذی، ابواب البیوع)
سچے اور امانت دار تاجر کا حشر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا (الحدیث)

فلک الیکٹرک سٹور

ہمارے ہاں سامان وائرنگ ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے

گری گنج بازار، بہاول پور پروپرائیٹر فلک شیر 0312-6831122

بنتِ امیرِ شریعت کی رحلت

مولانا محمد ازہر

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ، ۱۴/اپریل ۲۰۱۲ء ہفتہ کی شب کو تحریک آزادی کے عظیم رہنما، خطیبِ اُمّت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صاحبزادی سیدہ اُمِّ کفیل بخاری نے داعیِ اجل کو لبیک کہا اور کم وبیش اسی برس اس جہان رنگ وبو میں گزار کر دارالبقا کو سدھار گئیں، انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

خانوادۂ امیرِ شریعت میں اس وقت سیدہ مرحومہ بزرگ ترین خاتون تھیں۔ جن کی برکات اور دعاؤں کی ضرورت حضرت امیرِ شریعت کی یادگار جماعت مجلس احرار اسلام ہی نہیں پوری قوم کو تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے روحانی فیوض وبرکات جاری وساری رکھیں۔ سیدہ مرحومہ حضرت امیرِ شریعت کے سب سے بڑے فرزند و جانشین حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عمر میں چھ برس چھوٹی اور دیگر تمام بھائیوں سے بڑی تھیں۔ آپ کی ولادت سے پہلے حضرت امیرِ شریعت کی تین بیٹیاں صغرسنی میں انتقال کر چکی تھیں۔ ایک اور بیٹی (سیدہ سالمہ) بعد میں پیدا ہوئیں وہ بھی پونے دو برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ یکے بعد دیگرے بچیوں کی اموات کے باعث حضرت امیرِ شریعت کو اپنی اس اکلوتی بیٹی سیدہ ام کفیل سے بے پناہ محبت تھی۔ جس کا بے ساختہ اظہار کبھی کبھی پیرایۂ خطابت اختیار کر لیتا تھا۔ ۱۹۵۶ء میں راولپنڈی میں جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

> ''میری بیٹی...... جو ظاہری اسباب میں میری حیات کا باعث ہے۔ اللہ بیٹوں کو بھی سلامت رکھے مگر بیٹی سے مجھے محبت بہت ہے۔ اس نے کئی بار مجھ سے کہا ابا جی! اب تو اپنے حال پر رحم کریں، آپ کو چین کیوں نہیں آتا، کیا آپ سفر کے قابل ہیں، چلنے پھرنے کی طاقت آپ میں نہیں رہی کھانا پینا آپ کا نہیں رہا، یہ آپ کا حال ہے، کیا کر رہے ہیں آپ؟
>
> میں نے کہا تم نے میری دکھتی رگ پکڑی ہے، میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں؟ بیٹا تم بہت خوش ہوگی، اگر میں چار پائی پر مروں، میں تو چاہتا ہوں کسی کے گلے پڑ کر مروں، تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں باہر نکلوں میدان میں اور یہ کہتا ہوا مر جاؤں ''لا نبی بعد محمد، لا رسول بعد محمد، لا امۃ بعد امۃ محمد'' عقیدہ ختم نبوت بیان کرتے ہوئے اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے موت آجائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ''

حضرت امیرِ شریعت نے عقیدہ ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لیے جو قربانیاں دی، جیلیں کاٹیں، فرنگیوں کے ہاتھوں

قید و بند صعوبتیں اٹھائیں، ان میں امیر شریعت کے خاندان کا برابر کا حصہ ہے۔ حضرت امیر شریعت نے اپنی اولاد کی تربیت اس انداز سے فرمائی کہ وہ دین کے راستے میں پہنچنے والی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں اور اس راستے کی ذلت کو اپنے لیے عزت و سعادت تصور کریں۔ ایک مرتبہ سیدہ مرحومہ اور اماں جی (اہلیہ حضرت امیر شریعت) کے ساتھ پولیس والوں نے بدزبانی کی اور گالیاں بکیں۔ اس توہین و بدتمیزی کا طبعی اثر حضرت امیر شریعت کے بڑے بیٹے حضرت مولانا سید ابوذر بخاری پر بھی ہوا۔ حضرت امیر شریعت نے انہیں کبیدہ خاطر دیکھا تو فرمایا:

> ''آخر ہوا ہی کیا ہے؟ یہی کہ تمہاری ماں اور بہن کے سامنے پولیس نے بدزبانی کی اور گالیاں بکیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لیے اس سے بھی زیادہ بدسلوکی ہوتی تو ہماری سعادت ہوتی۔ اگر تمہاری ماں اور بہن کو سڑک پر گھسیٹ کر لاتے اور ان کو مارتے تو میں سمجھتا کہ تحفظ ختم نبوّت کا کچھ حق ادا ہوا۔ اللہ کے دین کے کاموں میں سختیاں اور امتحانات نہ آئیں اور مار نہ پڑے، یہ ہو نہیں سکتا، دین کا کام کرو گے تو مار بھی پڑے گی۔ اس کے لیے اپنے آپ کو ہر وقت تیار رکھو، تمہیں تو معلوم ہے کہ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جیسی رؤف و رحیم ہستی کو دین کے نام پر کتنی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ جانتے نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو زخمی کیا گیا اور اسی زخم سے وہ شہید ہوئیں۔ ہماری کیا حیثیت ہے؟ اس لیے صبر کرو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی قربانی کو قبول فرمائے۔''

سیدہ مرحومہ کو اپنے عظیم باپ کے زیرِ سایہ گھر میں جو دینی روحانی اور علمی ماحول ملا، اس نے سونے کو کندن بنا دیا۔ حضرت امیر شریعت بعض صفات و کمالات میں اپنے تمام معاصرین میں ممتاز تھے، ان کی پوری زندگی استقامت و خود داری اور ایثار و قربانی کی مجسّم تصویر تھی۔ یہی خوبیاں حسبِ مراتب ان کی اولاد (ذکور و اناث) میں پائی جاتی تھیں۔ حضرت امیر شریعت کے فرزندان اور مجلس احرارِ اسلام کو عصرِ حاضر کی منافقانہ سیاست کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر اپنوں اور غیروں کی طرف سے بے شمار الزام تراشیوں اور مطاعن کا نشانہ بنایا گیا۔ جھوٹے اور من گھڑت الزامات عائد کیے گئے۔ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کی پاداش میں ''خارجیت'' کا طعنہ دیا گیا۔ لیکن ابنائے امیر شریعت اور جماعت امیر شریعت نے استقامت و حق گوئی کا پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیا۔

حضرت امیر شریعت زبان و بیان اور شعر و ادب کا اس قدر بلند ذوق رکھتے تھے کہ دلّی والے بھی انہیں بولتے ہوئے سن کر رشک کرتے تھے، شعر و ادب کا یہ اعلیٰ ذوق سیدہ مرحومہ اُمّ کفیل میں بھی وراثتاً منتقل ہوا۔ حضرت امیر شریعت خود بہت باذوق شاعر تھے، آپ کا مجموعہ کلام ''سواطع الالہام'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ بڑے فرزند حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اور دوسرے فرزند حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری بھی شاعری کا عمدہ ذوق رکھتے تھے، سیدہ مرحومہ بھی نظم و نثر پر ماہرانہ دسترس رکھتی تھیں۔ حضرت امیر شریعت کے نقوش زندگی اور مکاتیب پر مشتمل آپ کی شہرۂ آفاق

تالیف ''سیّدی وابی'' میں آپ کا نمونۂ کلام موجود ہے۔اس کتاب میں ایک جگہ ''عظیم باپ'' کے زیرِ عنوان فرماتی ہیں:

''ابا جی کے ایک مرید تھے، جالندھر کے حاجی غلام محمد صاحب، تقسیم کے وقت جائیداد کی تباہی کا دماغ پر ایسا اثر ہوا کہ حواس مختل ہو گئے، صحیح ہوں یا دورے کی حالت میں، آتے ہر روز تھے، ایک دن فجر کے وقت ہی گلی میں چکر لگا رہے تھے اور نجانے کیا کچھ پڑھ رہے تھے، ابا جی نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور بلا کر پاس بٹھا لیا، سمجھایا بجھایا، چائے بنوا کر لے گئے اور انہیں پلائی، ان کی طبیعت بحال ہوئی تو وہ گھر چلے گئے، سنا ہوا تھا کہ بہار کے دنوں میں جنوں تیز ہو جاتا ہے، جن دنوں میں یہ قصہ پیش آیا موسم بہار ہی کا تھا، میرے ذہن میں مصرع آیا

''جنوں میں فصل بہاری ستم ہی ڈھاتی ہے''

بہت سال بعد ایک دن ابا جی بہت یاد آئے اور اچانک یہ مصرع بھی، ساتھ ہی یہ چند شعر موزوں ہو گئے۔

جنوں میں فصل بہاری ستم ہی ڈھاتی ہے
عظیم باپ تری یاد خوں رُلاتی ہے
تری وفات نے جینے کی آرزو کھو دی
پہ تیرے پیار کی لو حوصلہ بڑھاتی ہے
تری عطوفت و رأفت کی یاد یوں کہیے
شعاعِ نور کہ سینے میں جھلملاتی ہے
تفکرات و حوادث نے کر دیا محزوں
تری حیات ہے قندیلِ رہ دکھاتی ہے
میں تیرے چہرۂ انور کو دیکھنے کے لیے
ترس گئی ہوں مری روح بلبلاتی ہے
ترے کمالِ خطابت کا تذکرہ جب ہو
عدو بھی کہتے ہیں' تاریخ جگمگاتی ہے

حضرت امیر شریعت کی یاد میں ان کی ایک اور نظم ملاحظہ کیجیے:

جب کبھی وہ سفر پہ جاتے تھے دل بہت بے قرار ہوتا تھا
ان کی آمد کا بالخصوص مجھے رات دن انتظار ہوتا تھا

مجھ سے اکثر خطائیں ہو جاتیں ان کی جانب سے پیار ہوتا تھا
اس زمانہ میں جبکہ بیٹی سے بات کرنا بھی عار ہوتا تھا
مجھ پہ بیٹوں سے کچھ سوا شفقت ان کا خاص اک شعار ہوتا تھا

....

وہ انوکھا سا پیار کرتے تھے جان ہم پہ نثار کرتے تھے
ہم تو اولاد تھے وہ غیروں سے اس طرح کا پیار کرتے تھے
لوگ اپنوں کو بھول جاتے تھے جان ان پہ نثار کرتے تھے

سیدہ مرحومہ کو اپنی حیات مستعار کے آخری دور میں ایک جانکاہ صدمے سے دوچار ہونا پڑا، ان کے انتہائی لائق وفائق عبقری صفات فرزند سید محمد ذوالکفل بخاری چالیس سال کی عمر میں مکۃ المکرّمہ میں ٹریفک حادثے میں شہید ہوگئے۔ اس ناگہانی سانحے کو خانوادۂ امیر شریعت بالخصوص شہید کے والد حافظ سید محمد وکیل بخاری، والدہ سیدہ مرحومہ، برادر اکبر سید محمد کفیل بخاری اور ہمشیرگان نے جس صبر و رضا کے ساتھ برداشت کیا، وہ حق تعالیٰ شانہ کی عطائے خاص کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی منظر سیدہ مرحومہ کی جدائی پر نظر آیا، آپ کے دونوں چھوٹے بھائی حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری، حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری، فرزند سید محمد کفیل بخاری اور شریکِ حیات پروفیسر سید محمد وکیل بخاری صبر اور رضا بالقضاء کی تصویر نظر آرہے تھے، یہی حال گھر کی مستورات کا تھا۔

سیدہ مرحومہ کی نماز جنازہ ہفتہ کے روز عصر سے پہلے باغ لانگے خان میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے فرمائی، بعد از عصر جلال باقری قبرستان کے احاطۂ بنی ہاشم میں عظیم بیٹی کو عظیم ماں کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اس عام قبرستان کے اندر ایک چاردیواری میں ایشیا کا عظیم خطیب، ان کی اہلیہ، دو بیٹے مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، اہلیہ سید عطاء المحسن بخاری اور اب سیدہ اُمّ کفیل بخاری محوِ استراحت ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ ان نفوس قدسیہ پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے، جن کے انفاس قدسیہ کی مہک برصغیر کی دینی و علمی فضاؤں میں ہمیشہ آتی رہے گی۔

(مطبوعہ: روزنامہ اسلام، ۲۱؍ اپریل ۲۰۱۲ء)

☆☆☆

سیّدہ بنت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ
حیات امیر شریعت اور تاریخِ احرار کا مستند ماخذ

محمد فاروق قریشی

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی لختِ جگر و نورِ نظر سیدہ اُمّ کفیل بخاری کا سانحۂ رحلت بھی ذہن کو اچاٹ اور دل کو اداس کر گیا ہے۔ نادر روزگار شخصیت کی پروردہ، عظیم ماں کی گود میں پروان چڑھنے والی با کمال بیٹی، اپنے عہد کے نابغہ اور بہترین خطیب بھائیوں کی چہیتی بہن اور مجموعۂ محاسن بیٹوں کی مشفق و مہربان ماں کی جدائی بہت بڑا سانحہ ہے۔ سیدہ مرحومہ قومی سیاسی تاریخ، تحریکات ملّی، خصوصاً حیات امیر شریعتؒ اور تاریخِ احرار کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف اور ان کا مستند ماخذ تھیں۔ خانوادۂ بخاری کی روایت کے مطابق علم و ادب ان کے رگ و ریشے میں رچا بسا تھا۔ اصناف ادب میں نثر و نظم دونوں زیرِ نگیں رہے۔

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت کے ''امیر شریعت نمبر'' اور حیات امیر شریعت پر ان کی معرکۃ الآراء کتاب ''سیّدی وابی'' ان کے وسعت علم، استحضار علمی اور حسن نگارش کا لازوال شاہکار ہیں۔ حشو و زوائد سے منزہ اور حسن بیاں سے مرصع ادب کے سانچے میں ڈھلے اور بہترین الفاظ کے جامے سے مزیّن جملے دل میں اترتے چلے جاتے ہیں۔ ایسی پختہ اور مرصع نثر کہنہ مشق لکھاریوں کے ہاں بھی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے۔ حضرت امیر شریعت علیہ الرحمہ کے طویل اسفار، قید و بند کی صعوبتوں اور فقدان وسائل کے باوصف ماں بیٹی نے جس عالی ہمتی اور بلند حوصلگی سے انتہائی نامساعد حالات کا خندہ پیشانی اور صبر و ہمت سے سامنا کیا، ان کو پڑھ کر ذہن میں حیاۃ الصحابہ کے اوراق کھلنے لگتے ہیں ان کی تربیت میں مکتب کی کرامت سے زیادہ فیضان نظر کا کرشمہ ہے۔

امیر شریعت کی بیٹی کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ ایسے لازوال کردار اب محض خواب و خیال ہو کر رہ گئے ہیں۔ گردشِ شام و سحر کے ساتھ ساتھ انسان گھٹتے اور سائے بڑھتے جا رہے ہیں۔ حضرت امیر شریعت کے متعلقین و محبین اور نیازمندان خانوادۂ بخاری کے لیے سیدہ کی رحلت، جاں کاہ حادثہ اور ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور خانوادۂ بخاری کو صبر و ہمت نصیب فرمائے، آمین۔

''بساطِ خیال۔ دل بہت اداس ہے''

(مطبوعہ: روزنامہ اسلام، ۲۹/ اپریل ۲۰۱۲ء)

پیکرِ صدق ووفا، خلیفۂ بلافصلِ رسول
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تنویر احمد اعوان

اللہ کریم نے کامیاب ترین انسانوں کے چار درجات ومراتب مقرر فرمائے ہیں، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ نبوت ایک وہبی مرتبہ ہے، باقی تین مراتب اللہ کی توفیق اور کسب انسانی کے مرہون منت ہیں۔ یہ لوگ انسانیت کا مان اور فخر ہوتے ہیں مگر ان میں بعض ایسی شخصیات اور ہستیاں ہیں جو آسمان کے ستاروں کی مانند نمایاں ہیں۔ جیسے انبیاء میں الوالعزم رُسل اور رسولوں میں سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ ہیں ویسے ہی صدیقین میں صدیق اکبر اور اس قافلہ صداقت کے سرخیل امام صحابہ، خلیفۃ الرسول ﷺ حضرت ابوبکر عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ بے شک انبیاء کے بعد انسانوں میں سب سے افضل ہیں۔ صدیقین وسالکین بھی آپؓ کی نسبت سے کسب فیض کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق وعتیق حضرت عبداللہ بن عثمانؓ خاندان وقار وشرافت کے چشم وچراغ تھے۔ ابوقحافہ عثمان بن عامر شرفاء مکہ میں سے تھے۔ پدری تربیت کا اثر تھا کہ آپ نے جب عملی زندگی میں قدم رکھا تو تجارت کے پیشہ کو اختیار فرمایا۔ آپ کی دیانت داری، راست بازی اور امانت داری کا خاص شہرہ تھا۔ اہل مکہ آپ کو علم، دیانت اور حسن خلق کے باعث نہایت معزز سمجھتے تھے۔ ایام جاہلیت میں خون بہا کا مال آپ ہی کے ہاں جمع ہوتا تھا اگر کبھی کسی دوسرے شخص کے یہاں جمع ہوتا تو قریش اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اس زمانے میں بھی آپؓ تمام رذائل اور غیر اخلاقی افعال سے دور رہتے تھے۔ جب آسمان نبوت پر آفتاب ختم نبوت روشن ہوا تو قدسی صفات اس شخصیت نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی تصدیق فرمائی۔ آپ ﷺ کے دست حق پرست پر سب سے پہلے بیعت اسلام کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرب سرزمین کے بہترین لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور ان کے اسلام قبول کرنے کا سبب بنے۔ جن میں حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابوسلمہ اور حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ شامل ہیں۔

یہ وہ اکابر صحابہ ہیں جو آسمان اسلام کے اختر ہائے تاباں ہیں لیکن ان ستاروں کا مرکز شمس حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذات ہے۔

ایک طرف اسلام کو پھیلتا پھولتا دیکھ کر اعدائے اسلام نے تشدد کا راستہ اختیار کرنا شروع کیا تو دوسری طرف

اسلام میں ایک بڑی تعداد غلاموں اور غریبوں کی شامل ہو رہی تھی اور ان پر ظلم و ستم تشدّد و جور و جفا کی نئی نئی داستانیں رقم ہو رہی تھیں۔اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ ان مظلوم بندگانِ توحید کو ان کے جفا کار مالکوں سے خرید کر آزاد کروا رہے تھے ۔حضرت بلالؓ بن ابی رباح، عامر بن فہیرہ، نذیرہ، نہدیہ، جاریہ، آلِ یاسر اور بنت نہدیہ رضی اللہ عنہم نے اسی صدیق اکبر کے جود وکرم کے ذریعہ نجات پائی۔حضرت صدیق اکبر ہر حیثیت سے آپ ﷺ کے دست و بازو اور رنج و راحت کے ساتھی تھے۔آنحضرت ﷺ روزانہ صبح وشام حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور دیر تک مجلس راز قائم رہتی۔ آپ ﷺ دعوتی اسفار پر جاتے تو بھی حضرت صدیق اکبر ہم رکاب ہوتے۔نسب دانی اور کثرتِ ملاقات کے باعث لوگوں سے آپ ﷺ کا تعارف کرواتے۔آپ ﷺ سے کمال درجہ محبت فرماتے تھے۔حتیٰ کہ اپنی پیاری بیٹی حضرت عائشہ ؓ کا آپ ﷺ سے نکاح کر دیا اور رخصتی ہجرت مدینہ کے دو سال بعد ہوئی۔

کفار و مشرکین کا دستِ ستم روز بروز زیادہ دراز ہوتا گیا یہاں تک کہ صدیق اکبرؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا اور آپ ﷺ سے اجازت چاہی۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابھی عجلت سے کام نہ لو امید ہے کہ اللہ کی طرف سے مجھے بھی حکم ہو جائے۔

چار ماہ تک حضرت صدیق اکبر روانگی و ہمراہی کا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر دو اونٹوں پر سوار نبی وصدیق کا قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔اس سفر میں حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور ﷺ کی خوب خدمت فرمائی یہاں تک کہ بڑے بڑے صحابہ کی ساری عمر کی نیکیاں حضرت صدیق اکبرؓ کی ایک سفر کی نیکیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں، حضرت صدیق اکبرؓ حاضر جواب تھے، راستے میں بہت سے ایسے افراد کا سامنا ہوا جو آپ ﷺ کو پہچانتے نہ تھے وہ پوچھتے تھے کہ ابوبکر یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ آپ یوں فرماتے تھے کہ یہ مجھے راستہ دکھانے والے ہیں۔آپ ﷺ جب قبا پہنچے تو انصار مدینہ جوق در جوق زیارت کے لیے آنے لگے، آپ ﷺ خاموشی کے ساتھ تشریف فرما تھے اور حضرت صدیق اکبر کھڑے ہو کر لوگوں کا استقبال فرر ہے تھے، بہت سے نومسلم جو پہلے آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے تھے وہ غلطی سے حضرت صدیق اکبرؓ کے گرد جمع ہونے لگے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے انور پر سورج کی شعائیں پڑنے لگیں تو جاں نثار خادم نے بڑھ کر اپنی چادر سے آقائے نامدار پر سایہ کیا۔اس وقت خادم ومخدوم میں امتیاز ہو گیا اور لوگوں نے رسالت مآب ﷺ کو پہچانا۔مواخاتِ مدینہ میں حضرت ابوبکرؓ حضرت حارثہ بن زبیر کے بھائی بنائے گئے جو مدینہ کے معززین میں سے تھے۔مسجد نبوی کی زمین کی قیمت ادا کرنی ہو یا غزوات میں کفر کا مقابلہ کرنا اور جنگی حکمت عملی ترتیب دینی ہو ہر مقام پر حضرت صدیق اکبرؓ کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے غزوہ تبوک میں تو آپ نے کمال فیاضی کا مظاہرہ فرمایا تھا کہ رب کائنات نے آسمانی فرشتوں کو صدیق اکبرؓ کی اتباع میں ٹاٹ کا لباس پہننے کا حکم دیا اور سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا سلام لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کو وہ عظمتیں اور رفعتیں نصیب ہوئیں جو کسی دوسرے صحابی کے حصہ میں نہیں آئیں۔آپ ﷺ

نے حضرت ابوبکرؓ کو امارت حج کے منصب پر مامور فرمایا اور ہدایت کی کہ منیٰ کے عظیم الشان اجتماع میں اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی سب سے لاڈلی اور محبوب بیوی تھیں، آج بھی آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ہی محو استراحت ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمام لوگوں کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے مگر حضرت ابوبکرؓ کے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ عطا کریں گے۔

آپ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی حضرت صدیق اکبرؓ کو اپنے مصلیٰ کا وارث اور اپنا نائب فرما دیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ ہی تھے جنھوں نے وصال نبوی ﷺ کے موقع پر اُمّت کا شیرازہ بکھرنے سے بچالیا، اُمّت کو سنبھالا دیا اور ایک مرکز پر جمع فرمایا۔ آپ ہی کی کوششوں سے مہاجرین اور انصار جو مدینہ میں بھائی بھائی بن کر رہتے تھے دست و گریبان ہونے سے بچ گئے اور تمام صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کی بحیثیت خلیفۂ رسول اللہ بیعت فرمائی۔ بحیثیت خلیفہ رسول آپ نے اسلام اور نوزائیدہ اسلامی ریاست پر ہونے والے تمام حملوں کا مقابلہ کیا اور مضبوط بنیادوں پر خلافت راشدہ کی عمارت کو مستحکم کیا۔ جنگی مہمات ہوں یا فتنوں کی سرکوبی، منکرین ختم نبوت ہوں یا منکرین زکوٰۃ، اسلامی مملکت کا نظم ونسق ہو یا عامۃ المسلمین کے مسائل کا حل غرضیکہ اپنے منصب کی ہر ذمہ داری میں آپؓ نے آنحضرت ﷺ کی نیابت کا حق ادا کیا۔ تریسٹھ برس کی عمر میں 22/جمادی الثانی 13ھ کو راہ گزینِ عالم جاوداں ہوئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے قبر میں اتارا۔ یوں سوا دو سال پر محیط آپ کی خلافت جو جہد مسلسل سے عبارت تھی اختتام پذیر ہوئی۔ آپ نے اپنا خلیفہ وجانشین حضرت عمر فاروقؓ کو مقرر فرمایا۔

ساری زندگی آپ ﷺ کے ساتھ وفاداری اور دوستی نبھائی، آپ ﷺ سے اس قدر محبت اور الفت تھی کہ رب کائنات نے غیر اختیاری چیزوں میں بھی آپؓ کو حضور ﷺ کے ساتھ موافقت عطا فرمائی، زندہ رہے تو مصلیٰ رسول ﷺ کے وارث اور منصب خلیفہ رسول ﷺ پر سرفراز رہے۔ جب داعی اجل کو لبیک کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے خلیفہ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پہلو میں جگہ دی اور قیامت کے دن آپ ﷺ اپنے روضہ مبارک سے اس حال میں اٹھیں گے کہ آپ ﷺ کے دائیں و بائیں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر فاروقؓ ہوں گے۔ اور جنت میں دخول کے وقت جنت کے تمام دروازے حضرت صدیق اکبرؓ کو پکاریں گے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کی ساری زندگی خشیتِ الٰہی اور عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار اور لبریز تھی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی زندگی ہمیں ہر باطل کے خلاف ڈٹنے، شورش اور بدامنی پھیلنے پر ہر وحشت کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ دیتی ہے۔ آپؓ کی جہد مسلسل اور مستقل مزاجی ہر مشکل میں حوصلہ، ہر آزمائش میں استقامت اور ہر ظلم کے مقابلہ میں امن پھیلانے کا درس دیتی ہے۔

روشن ہیں سب ستارے رسالت مآب کے

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

فرشتے حق پرستوں کی لڑائی دیکھنے آئے
نبی کے سادہ لشکر کی بڑائی دیکھنے آئے

''کیا تم نے اُنہیں دیکھا جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے تمہارے سلام کا جواب بھی دیا تھا۔'' حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''جی یا رسول اللہ'' ارشاد فرمایا ''وہ سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔'' (الاکمال)

ایک بار جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے، اہل بیت نبی اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خدمت عالیہ میں موجود تھیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں اُس کا سلام سیدہ طاہرہ اُمّ المؤمنین کی خدمت میں عرض کروں......غزوۂ بدر میں جبریل علیہ السلام مجاہد فرشتوں کے ایک دستے کے ساتھ اصحابِ رسول کی مدد کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ حکم تھا اعدائے صحابہ، اعدائے اسلام کی گردنوں پر ضربیں لگاؤ، ان کے ہر جوڑ پر وار کرو۔ عمِ رسول سیدنا عبّاس رضی اللہ عنہ ابھی اسلام نہ لائے تھے۔ غزوۂ بدر میں مشرکین ملّہ کے ہمراہ تھے۔ قضاء وقدر میں اُن کا نام اصحاب رسول میں لکھا ہوا تھا لہٰذا گرفتار کیے گئے۔ ایمان کے مضبوط مگر جسم وجان کے ایک کمزور صحابی رسول انہیں گرفتار کر کے لائے...... پوچھا اے چچا جان آپ کو اس کمزور جسم وجان والے میرے مجاہد نے گرفتار کیا ہے؟ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں مجھے تو کسی مضبوط قد کاٹھ کے نادیدہ شخص نے گرفتار کر کے اس مجاہد کے ہاتھ میں دے دیا ہے......قرآن مجید میں غزوہ بدر کے موقعہ پر فرشتوں کے گشت، کافروں پر رعب ڈالنے اور دوسری جنگی خدمات میں حصہ لینے کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

غزوۂ خندق کے موقعہ پر جزیرہ عرب کے کافروں کا ایک جمِ غفیر ابوسفیان (جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے) کی قیادت میں مدینہ منوّرہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ نبی اور اصحابِ نبی نے مدینے کے تحفظ کے لیے ایک طویل خندق کھود لی تھی...... مشرکین کا لشکر جو مدینہ کو نہایت آسان شکار سمجھ کر آیا تھا نبوی عسکری حکمت عملی دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا...... مدینہ میں موجود یہودی قبائل نے بھی اہل اسلام کے ساتھ غداری کرنے میں کمی نہ کی تھی۔ یہود اور حملہ آور کافر سرداروں میں گفت وشنید جاری تھی۔ ان سازشوں کی اطلاع بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکی تھی۔ مگر وہ نبی ہی کیا جو گھبرا جائے یا جنگ سے مونہہ موڑ جائے۔ وہ تو عین تیروں کی بارش میں اعلان کیا کرتے تھے ''اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب......اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِب'' میری نبوت میں

شک نہیں، جھوٹ نہیں میں ہی تو سردارِ قریش عبدالمطلب کا بیٹا ہوں...... اپنی نہایت حکیمانہ عسکری چال سے ایک نومسلم صحابی کے ذریعے نبی نے یہود اور عسا کرِ قریش میں پھوٹ ڈلوادی۔ ہوا اور آندھی کے نام اللہ کا حکم پہنچا، اُس نے پریشاں حال دشمن کے اوپر پتھر برسانے شروع کیے۔ اُن کی چولہوں پر چڑھی دیگیں اُلٹ دیں...... نبی کا بھیجا ہوا ایک فقیر مجاہد لشکرِ کفار کے حالات لینے پہنچا۔ واپس ہوا تو راستے میں کئی گھوڑ سوار ملے انہوں نے پیغام دیا کہ اپنے آقا سے کہہ دیجئے شکست خوردہ لشکرِ جرّار فرار پر مجبور ہو چکا ہے...... یہ گھوڑ سوار دستہ ملائکہ تھے جو اصحابِ رسول کی مدد کو آئے ہوئے تھے......

مسجد نبوی میں جاں نثاروں کی محفل سجی ہے، بدرِ منیر کی کرنیں نور بکھیر رہی ہیں، بھری بزم میں اصحاب رسول علمی نوری کرنیں سمیٹ رہے ہیں۔ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب اور رعب کی وجہ سے بعض سوالات پردۂ اخفا میں رہ جایا کرتے تھے اتنے میں کوئی بدوی سعادت مند یا آسمانی عقیدت مند حاضرِ خدمت ہو کر خفیہ گوشوں کو وا کرنے کی درخواست کرتا...... آج بھی کوئی سفید پوش مسافر آیا ہے، اس نے سوال کیے ہیں، یا رسول اللہ اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حکیمانہ اور عام فہم جواب دے کر سائل کو مطمئن کیا ہے۔ پہلے سے موجود اصحابِ رسول بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ سائل سوال کا جواب پا کر تصدیق بھی کر رہا ہے، گویا اسے جواب پہلے سے معلوم ہیں۔ اس نے پوچھا ہے قیامت کب آئے گی؟ ارشاد رسول ہے میں بھی تمہاری طرح اس سوال کا جواب نہیں جانتا۔ ہاں نشانیاں بتا دیتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سائل یہاں کا نہیں لگتا، ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا نہیں اور اگر وہ کہیں دور سے آیا ہے تو اس کے کپڑے گرد آلود کیوں نہیں؟ ہم حیرت میں گم تھے۔ وہ اٹھا، دروازے سے نکلا۔ ارشاد رسول ہوا عمر، دیکھو، اسے واپس بلاؤ...... میں گیا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ حیرت زدہ دیکھ کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر! ''هٰذا جِبْرِیْل جَائَکُمْ لِیُعَلِّمَکُمْ دِیْنَکُمْ'' جبریل امین تھے جو تمہارے دین کے خفیہ گوشے تمہیں تعلیم کرنے آئے تھے...... خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۴۰ سال ہوئی تو جبریل علیہ السلام تشریف لائے تھے پھر جبریل اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتوں کی آمد اصحاب وصحابیاتِ رسول کے سامنے جاری رہی۔ صرف چند مواقع کا ذکر کر دیا ہے۔ ۶۳ سال کا طویل عرصہ آسمانی مخلوق نبی اور اصحابِ نبی کی خدمت میں حاضر رہی۔ یہاں تک کہ اصحاب رسول کے ایمان (وعمل) کو معیارِ ایمان، معیارِ قبولیت، معیارِ نجات آخرت قرار دے دیا گیا۔ فرشتوں کے ایمان کو معیار قرار نہیں دیا۔ نبیوں کا ایمان تو حد درجہ بلند وبالا ہے لہٰذا اُسے بھی معیار قرار نہ دیا، ہاں اصحابِ نبی کے لیے اعلان ہو گیا: ''اٰمِنُوْا کَمَا اٰمَنَ النَّاسُ اور فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا...... لوگو! ہدایت کا مخزن یہ ہیں ہدایت کا منبع یہ ہیں۔ ہدایت کا مرجع یہ ہیں۔ ہدایت کا معیار صرف یہی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہی جیسا ایمان لاؤ:

گر تجھ کو طلب ہے جنت کی...... تو دامن تھام صحابہ کا

آخری قسط

حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے انحراف

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

گزشتہ قسط میں یہ بتایا گیا تھا کہ بعض علماء نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کو تیس سالہ دور خلافت راشدہ میں شامل کرنے کے باوجود خود انہیں غیر راشد خلیفہ قرار دیا ہے لیکن اس کے برعکس اکثر علماء نے حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ پر اعتقاد کے باوجود نہ صرف حضرت حسن رضی اللہ عنہ، عمر بن عبدالعزیز اور امام مہدی کو بلکہ مفکرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے تو ایک عرب دانش ور کے حوالے سے اورنگ زیب عالم گیر کو بھی خلفائے راشدین کی فہرست میں شامل کیا ہے۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''بالجملہ اہلِ سنّت خلیفہ سبھی کو کہہ دیا کرتے ہیں اس لفظ میں کوئی بزرگی نہیں۔ اس کے معنی فقط جانشین ہیں۔ سو تم ہی کہو اس میں کیا بزرگی ہے؟ اگر کسی نیک آدمی کی جگہ کوئی بدمعاش بیٹھ جائے تو اس کو جانشین (خلیفہ) تو ضرور کہیں گے پر اس میں کچھ بزرگی نہ نکلے گی۔ ہاں لفظ راشد بزرگی پر دلالت کرتا ہے۔ اس صورت میں خلیفہ کی دو قسمیں ہوں گی:

ایک خلیفہ راشد یہ تو چار یار اور پانچویں پانچ چھے مہینے کے لیے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ہو گئے تھے۔

دوسرا خلیفہ غیر راشد اور خلیفہ غیر راشد کو بادشاہ اور مَلِک بھی سنیوں کی اصطلاح میں کہتے ہیں۔ یزید اور عبدالملک وغیرہ سب اسی قسم کے ہیں۔ ہاں عمر بن عبدالعزیز البتہ مروانیوں میں سے خلیفہ راشد ہوئے ہیں۔''

(اجوبہ اربعین، ص:۱۸۸۔ مطبوعہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ)

سخت حیرت ہے کہ حضرت موصوفؒ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز کو تو زمرۂ خلفائے راشدین میں شامل کر لیا مگر صحابیِ رسول، کاتبِ وحی، مدبّرِ اسلام، فاتحِ عرب وعجم، خلیفۃ المسلمین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس فہرست سے خارج کر دیا۔

امام اہلِ سنّت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت ایک بڑا عظیم الشان کام ہے جس کی قابلیت لوگوں میں متفاوت ہوتی ہے۔ محقّقین نے اس کے حسب ذیل مدارج بیان کیے ہیں:

درجہ اوّل، **خلافت راشدہ خاصّہ**: جس کو خلافت علیٰ منہاج النبوت بھی کہتے ہیں...... تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے اور علمائے محقّقین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ درجہ خلافت کا حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو حاصل تھا اور ان ہی پر ختم ہو گیا...... ان تینوں خلافتوں میں بھی حضرات شیخین کی خلافت کا درجہ بہت عالی ہے۔

درجہ دوم، **خلافت راشدہ مطلقہ**: یہ درجہ خلافت کا گو پہلے درجے سے رتبہ میں کم ہے مگر پھر بھی اس کی شان نہایت ارفع واعلیٰ ہے۔

یہ درجہ خلافت کا ان لوگوں کے لیے ہے جن کا مستحق خلافت ہونا، صاحب فضائل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہو مگر اُمّت پر ان کا خلیفہ بنانا لازم نہ کیا ہو۔ یہ درجہ عالی خلافت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا اور چھ مہینے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو حاصل رہا اور ان پر ختم ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس تک رہے گی۔ اس سے مراد یہی دونوں قسمیں خلافت کی ہیں۔

قسم سوم، خلافت عادلہ: یہ درجہ پہلے دونوں درجوں سے بہت گھٹا ہوا ہے اور اس درجہ کے حاصل ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ خلیفہ جامع الشرائط ہو...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت اسی میں داخل ہے۔ اس قسم میں بعض خلافتیں ایسی کامل ہوئی ہیں کہ بوجہ ہم رنگ خلافت راشدہ ہونے کے بعض علماء نے ان کو خلافت راشدہ میں شمار کیا ہے جیسے عمر بن عبدالعزیز کی خلافت۔

قسم چہارم، خلافت ناقصہ یا خلافتِ عامّہ: یہ درجہ بالکل ہم رنگ بادشاہت وسلطنت ہے۔'' (مجموعہ تفسیر آیات قرآنی ص: ۸۲،۸۴)

شیخ الاسلام علاّمہ شبیر احمد عثمانی ''اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ......'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر قرآن میں کوئی دوسری آیت نہ ہوتی تو تنہا یہی آیت ''تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ'' کا ثبوت دینے کے لیے کافی تھی۔ شاید اسی لیے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خطبۂ جمعہ کے آخر میں اس کو درج کر کے اُمّت کے لیے اُسوۂ حسنہ قائم کر دیا۔'' (تفسیر عثمانی تحت سورۃ النحل، آیت: ۹۰)

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ زیر عنوان ''خلافت حضرت مہدی'' لکھتے ہیں کہ:

''اور یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافتِ راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی یعنی وہ خلافت ''منتظمہ محفوظہ'' ہوگی۔ کیونکہ ان کی تعریف میں رسول اللہ نے فرمایا ہے: اگر دنیا میں کچھ باقی نہ رہے مگر ایک دن کہ لمبا کر دے اسے اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ اٹھا دے اللہ تعالیٰ ایک آدمی میرے اہلِ بیت سے میرا ہم نام اور اس کے باپ کا نام بھی میرے باپ کے ہم نام ہوگا۔ بھر جائے گی زمین خوبی اور انصاف سے جیسا کہ بھری ہو ظلم اور جور سے۔'' (منصب امامت اردو۔ ص: ۱۱۸)

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''دوم یہ کہ حدیث (لا مهدی اِلّا عيسیٰ ابن مريم) بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے جن سے حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کا دو شخص ہونا آفتاب کی طرح روشن ہے۔ سوم یہ کہ اگر اس حدیث کو تھوڑی دیر کے لیے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ کہا جائے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم سے بڑھ کر کوئی شخص ہدایت یافتہ نہ ہوگا اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر چہ نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہوں گے مگر نبی رسول ہوں گے اور امام مہدی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے آخری خلیفہ راشد ہوں گے، نبی نہ ہوں گے۔''

(عقائد الاسلام، ص: ۱۲۳۔ مطبوعہ ادارہ تبلیغ اسلام، میکلورو ڈلاہور)

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ ابن کثیر ''بارہ خلفاء'' کی بحث میں لکھتے ہیں کہ:

''ضروری نہیں ہے کہ یہ بارہ خلفاء مسلسل ہوں بلکہ چار تو مسلسل ہوئے پھر کچھ عرصہ کے بعد عمر بن عبدالعزیز تشریف لائے پھر آخر میں امام مہدی تشریف لائیں گے جن کی خلافت علیٰ منہاج النبوّت ہوگی۔''

(معارف القرآن، جلد: ۶، ص: ۴۴۰، تحت سورۃ النور۔ آیت: ۵۵)

موصوف نے یہ تصریح فرمادی ہے کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے بعد عمر بن عبدالعزیز کی خلافت علیٰ منہاج النبوّت تھی اور آخر میں امام مہدی کی خلافت بھی اسی نہج پر ہی ہوگی لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہ صرف یہ کہ وہ خلفائے راشدین میں شامل نہیں بلکہ وہ حدیث بارہ خلفاء کے بھی مصداق نہیں ہیں۔

مفکّرِ اسلام مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ یہ وعدہ خلفائے راشدین کے دور میں پورا ہوا اور ایک پیش گوئی حرف بہ حرف سچی ثابت ہوئی اور آئندہ امام مہدی اسی نہج پر حکومت کریں گے۔''

(تفسیر محمود، جلد: دوم ص: ۴۹۹، تحت آیت استخلاف، سورۃ النور نمبر ۵۵)

مفکّرِ اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''شخصی وموروثی حکومت نے اصلاح وتبدیلی کے دروازے بند کر دیے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صدیوں کے لیے مسلمانوں کی قسمت پر مہر لگ چکی ہے۔ اس وقت اسلام کو غالب ہونے اور حالات کو بدل دینے کے لیے ایک معجزہ کی ضرورت تھی اور وہ معجزہ ظاہر ہوا۔ یہ معجزہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی ذات ہے جو خود بانی خاندان کے پوتے اور ان کی ماں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ فاروقیت اور امویّت کا یہ سنجوگ اسی لیے ہوا تھا کہ بنی اُمیّہ کے خاندان میں ایک خلیفہ راشد پیدا ہو جو حالات میں انقلاب برپا کردے۔'' (تاریخ دعوت وعزیمت، حصہ اوّل، ص: ۴۵)

موصوف اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

''لیکن دنیا کی بدقسمتی تھی کہ خلفائے راشدین کے بعد دنیا کی رہنمائی کے منصب جلیل پر وہ لوگ حاوی ہوگئے جنھوں نے اس کے لیے کوئی حقیقی تیاری نہیں کی تھی۔ خلفائے راشدین کی طرح اور خود اپنے زمانہ کے بہت سے مسلمانوں کی طرح انہوں نے اعلیٰ دینی اور اخلاقی تربیت نہیں پائی تھی۔ ان کا دینی، اخلاقی اور روحانی معیار اتنا بلند نہ تھا جو ملّتِ اسلامیہ کے رہنماؤں کے شایانِ شان ہے۔ ان کے ذہن میں اور طبعیتیں عرب کی قدیم تربیت اور ماحول کے اثرات سے بالکلیہ آزاد نہیں ہوئی تھیں۔ ان میں نہ روح جہاد تھی اور نہ قوت اجتہاد جو دنیا کی پیشوائی اور عالم گیر قیادت کے لیے ضروری ہے۔ خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ذات کو مستثنیٰ کر کے عام خلفائے بنی اُمیّہ اور بنی عباس کا یہی حال تھا۔''

(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ص: ۱۹۶)

یہ ملحوظ رہے کہ حضرت ندوی صاحب بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ راشد نہیں سمجھتے اور وہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو کو پانچواں خلیفۂ راشد سمجھتے ہیں جبکہ انہوں نے مغل بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کو ایک عرب ادیب ومؤرخ استاذ علی طنطاوی کے مضمون ''نحن الآن فی الهند'' اور دوسری تحریروں کی رو سے چھٹا خلیفۂ راشد قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''یہ سیمینار اس عظیم وتاریخی جامع مسجد کے جوار میں منعقد ہوا جسے مسلم حکمران عنبر نے تعمیر کیا تھا اور عظیم مغل

شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر نے اس کی آرائش وزیبائش کی تھی اور اپنی زندگی کی پچاس بہاریں وہیں گزاری تھیں......اس سیمینار کے لیے اس اسلامی شہر کا انتخاب، اس کی عظیم اسلامی وتاریخی حیثیت اورنگ زیب جیسے غیرت مند مسلم شہنشاہ جسے بعض دیدہ ور مؤرخوں نے چھٹا خلیفہ راشد شمار کیا ہے۔''

(کاروانِ زندگی حصہ چہارم، ص:۱۲۴، ۱۲۵۔ زیرِ عنوان ''نعتیہ شاعری کے موضوع پر ایک علمی سیمینار'')

مؤرخ اسلام مولانا شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں کہ:

''حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس تغیر حالات اور ہر طرح کے موانع ومشکلات کے باوجود ایک مرتبہ پھر فاروقی خلافت کا نمونہ دنیا کو دکھا دیا۔ اس لیے بعض محدّثین آپ کو پانچواں خلیفۂ راشد مانتے ہیں۔'' (سیر الصحابہ، جلد:۷ ص:۳۷۳)

امام اہلِ سنّت مولانا محمد سرفراز خان صفدر فرماتے ہیں کہ:

''اس سے خلیفۂ راشد وعادل حضرت عمر بن عبدالعزیز جو صحابی بھی نہ تھے بلکہ تابعی تھے مگر خلیفہ راشد تھے......

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خافت میں شیر، وحشی جانور اور بھیڑ بکریاں ایک ہی جگہ چرتی تھیں۔ ایک دن ایک بھیڑ یا ایک بکری پر حملہ آور ہوا تو راوی کہتے ہیں کہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ فرد صالح فوت ہو گیا ہے۔ یعنی جس وقت تک خلیفۂ راشد عادل زندہ تھا بھیڑیوں کو بھی بکریوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔'' (نفاذ شریعت کی اہمیت اور برکات، ص: ۷، ۹، ۱۱، مطبوعہ پاکستان شریعت کونسل)

مولانا صوفی عبدالحمید سواتی آیت استخلاف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ''الخلافة بعدی ثلاثون سنۃً'' یعنی میرے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوّت تیس سال تک قائم رہے گی۔ چنانچہ چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے چھے ماہ کو شمار کیا جائے تو پورے تیس سال بنتے ہیں۔ فرمایا: اس عرصہ کے بعد خلافت ملوکیت میں تبدیل ہو جائے گی۔ تاہم ابتدائی دور ملوکیت عادلہ ہوگا چنانچہ حضور علیہ السلام کی پیشن گوئی پوری ہوئی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت میں شمار نہیں ہوتا البتہ یہ ملوکیت عادلہ میں شمار ہوتا ہے......اس کے بعد چودہ سو سالہ تاریخ میں مسلمانوں کے حالات خراب ہی رہے ہیں۔ ملوکیت کے دوران جبر واستبداد کا دور دورہ رہا ہے۔ درمیان میں کوئی عمر بن عبدالعزیز جیسا اچھا حکمران آ گیا تو کام درست ہو گیا۔ آپ کے زمانہ کو تو محدّثین اور فقہاء خلافت راشدہ میں شمار کرتے ہیں کیونکہ آپ نے ان ہی کے نقشِ قدم پر خلافت کی ذمہ داری پوری کی لیکن آپ کے بعد اُموی خاندان پھر ذاتی منفعت میں پڑ گیا۔'' (معالم العرفان فی دروس القرآن، جلد:۱۳، ص:۸۴۸)

موصوف نے آیت استخلاف کی تائید میں حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ سے استدلال کرتے ہوئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دور کو خلافتِ راشدہ میں محسوب کیا ہے جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کو مطلق خلافت میں بھی شمار نہیں کیا۔ البتہ صحابیت کی رعایت سے ''ملوکیت عادلہ'' میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ حدیث میں ''ثمّ ملک بعد ذٰلک، ثمّ یؤتی اللّٰہ الملک من یشآء او ملکہ من یشآء'' کے الفاظ آئے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ''ملوکیت عادلہ'' کے بعد ''ملک عضوض'' اور

''ملک جبریہ'' کا دور شروع ہوگیا تا آنکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور آ گیا جسے محدّثین اور فقہاء نے خلافتِ راشدہ میں شمار کیا ہے۔ بہرحال مولانا سرفراز خان صفدر اور مولانا عبدالحمید خان سواتی نے دوسرے علماء کی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو بھی زمرہ خلفائے راشدین میں شامل فرمایا ہے۔

راقم الحروف نے اپنی کتاب سرگزشت ہاشمی ماہنامہ نصرت العلوم کی انتظامیہ کو برائے تبصرہ ارسال کی تھی۔ ۲۴۴ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے صفحہ ۲۶ پر صرف اور صرف ایک مقام پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسمِ گرامی کے ساتھ ''خلیفہ راشد'' کا سابقہ لکھ دیا گیا تھا جو نہ صرف مبصّر جناب مبصّر جناب محمد عمر عثمانی بلکہ ادارہ نصرت العلوم پر بھی بہت ہی شاق گزرا۔ چنانچہ مبصّر صاحب رقم طراز ہیں کہ:

''کتاب میں قاضی صاحبؒ کی حیات و خدمات کا اچھے پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے البتہ کتاب میں خلیفۂ راشد کی اصطلاح خلفاء اربعہ کے علاوہ کے لیے بھی استعمال کی گئی ہے جس سے ادارہ کو اتفاق نہیں ہے۔'' (ماہنامہ نصرت العلوم گوجرانوالہ، ص: ۵۵، مارچ ۲۰۰۶ء)

ایک جلیل القدر صحابی رسول اور کاتبِ وحی کے اسمِ گرامی کے ساتھ ''خلیفہ راشد'' کا سابقہ دیکھ کر ادارہ نصرت العلوم نے اس کے ساتھ عدمِ اتفاق کا اعلان کرنا ضروری سمجھا۔ کاش کہ یہی ادارہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اسمائے گرامی کے ساتھ مولانا سرفراز خان صفدر اور مولانا عبدالحمید خان سواتی کی طرف سے ''خلیفہ راشد'' کے بتکرار اطلاق پر اسی طرح اعلانِ برأت کر کے اسے ماہنامہ نصرت العلوم کے اوراق کی زینت بنا دیتا۔

مولانا امجد علی رضوی بریلوی بضمن ''عقیدہ'' لکھتے ہیں کہ:

''نبی کے بعد خلیفہ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدّیق پھر عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت مولا علی پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم ہوئے۔ ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی نیابت کا پورا حق ادا کیا...... عقیدہ منہاج نبوت پر خلافت حقّہ راشدہ تیس سال رہی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی اور آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اوّل ملوکِ اسلام ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کسی کی؟ محمد رسول اللہ کی سلطنت ہے۔'' (بہار شریعت، حصہ اوّل، ص: ۵۹۔۱۶)

مولانا عبدالقیوم حقانی، مدیر ماہنامہ الشریعہ جناب عمار خان ناصر کے بعض افکار کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''افغانستان میں تو طالبان نے تزکیۂ نفس اور لوگوں کی تربیت کا منفرد خصوصی انتظام کیے بغیر جو اسلام کا مکمل نظام قانون نافذ کر دیا تھا جس نے پندرہویں صدی میں بھی خلافت راشدہ کی یادیں تازہ کر دی تھیں، عمار خان ناصر کے ہاں سب کچھ اکارت گیا...... عمار خان ناصر! نفاذ شریعت کے لیے نظام شریعت کو آئینی اور قانونی تحفظ دے کر افغانستان کے طالبان کی طرح مخلص اور مومن قیادت کو اقتدار سونپنا ہوگا۔ جہادی کردار کے ذریعے منافق قیادت کا قلع قمع کرنا ہوگا اور پندرہویں صدی میں بھی عدیم الوسائل طالبان کی طرح یورپی عالمی برادری کی شدید مزاحمت و مقابلہ کے باوجود اسلامی نظریہ حیات اور نظامِ امن و عدل کو نافذ کر کے اس

گئے گزرے دور میں بھی نظام خلافتِ راشدہ کی جھلکیاں دکھانا ہوں گی۔'' (ماہنامہ القاسم ص:۲۵، ۲۸، جون ۲۰۱۱ء)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ علماء کرام آیت استخلاف، آیت تمکین اور حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ کی روشنی میں مدّتِ خلافت راشدہ تیس سال اور خلفائے راشدین کی تعداد چار تسلیم کرنے کے باوجود حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز، اورنگ زیب عالم گیر، ملّا عمر اور امام مہدی کو زمرہ خلفائے راشدین میں شامل کر کے ایک حد تک اپنے مؤقف سے منحرف ہوگئے ہیں۔ لیکن یہ حضرات ان خلفاء سے بدر جہا افضل صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کاتبِ وحی، مدبّرِ اسلام اور فاتح عرب وعجم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلفائے راشدین کو فہرست میں شامل کرنے پر آمادہ نہیں ہیں جو آیت استخلاف کے خصوص اور بلاشبہ اس کے عموم میں شامل ہیں۔ جو آیت تمکین کے بھی مصداق ہیں (کیونکہ ان کے عہد سعید میں مقاصد خلافت پورے ہوئے)، دورِ فاروقی و دورِ عثمانی کے بعد آیت اظہارِ دین (یعنی غلبۂ دین) کا اطلاق سب سے بڑھ کر اسی شخصیت پر ہوتا ہے، جو حدیث بارہ خلفاء میں بھی شامل ہیں، جو ''الأمة من القریش'' جیسے صدّیقی استدلال پر بھی پورے اترتے ہیں (یہ ملحوظ رہے کہ وہ نجیب الطرفین قریشی ہیں) جن کا دورِ امارت وخلافت (بتصریح حدیث بخاری) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حالت نیند اور بے داری میں باعث راحت ومسرّت ثابت ہوا، جو بلسان نبوت مبشّر بالجنۃ وخلافت اور ہادی ومہدی ہیں، جو اپنے پیش رو خلفائے راشدین کے دور رشد وہدایت کا بحیثیت مجاہد وسپہ سالار لشکر اور مشیر وگورنر پورے بیس برس تک ایک اہم حصّہ رہے ہیں، جو نہ صرف یہ کہ خود راشد ہیں بلکہ انہیں منتخب کرنے والے ایک خلیفہ راشد سمیت ہزاروں راشدین صحابہ ہیں اور سب سے بڑھ کر وہ خود بھی بارگاہِ الٰہی ''اُولٰئِکَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ'' کے سند یافتہ ہیں جس کا اعلان جملہ اسمیہ سے کر کے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی گئی کہ ان کا رشد وثبات واستقامت عارضی اور وقتی نہیں بلکہ دائمی اور ابدی ہے پھر اس آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ''عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ'' جیسے اسمائے صفت بیان فرما کر یہ اعلان بھی کر دیا کہ کچھ نادان مخالفین اور اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بے ہودہ الزامات و اعتراضات سے ہم باخبر ہیں۔ اس فتنے کے انسداد کی خاطر ہی ہماری حکمت ان بشارتوں کی مقتضی ہوئی۔

حافظ ابنِ حجر ہیتمی لکھتے ہیں کہ:

''عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز میں سے کون افضل ہے؟ تو فرمایا: ''واللّٰہ انّ الغبار الّذی دخل فی انف فرس معاویة مع رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم افضل من عمر بالف مرّة.. اللہ کی قسم جو غبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا ہے وہ بھی ہزار مرتبہ عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔'' (تطہیر الجنان، ص: ۱۰)

تو جس جلیل القدر صحابی اور خلیفہ راشد کے گھوڑے کا ''غبار انف'' بھی خود عمر بن عبدالعزیز سے ہزار درجے افضل ہو تو اس کا زہد وعدل اور عہدِ خلافت کیوں عمر بن عبدالعزیز کے زہد وعدل اور عہدِ خلافت سے ہزار درجے بہتر و افضل نہ ہوگا؟

قسط:۱۲

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

مسلمانوں کے خلاف انگریز، ہندو، سکھ اتحاد:

قیام پاکستان سے پہلے ہی پورے ہندوستان میں ہندو مسلم فسادات کی آگ پھیل چکی تھی۔ اُن علاقوں کے مسلمان خصوصی طور پر ہندوؤں اور سکھوں کے ظلم وستم کا نشانہ تھے جو بھارت کے حصے میں آئے اور ان فسادات کو اُس وقت ہوا میسر ہوئی جب ہندوستان میں کانگریس حکومت نے باقاعدہ طور پر اقتدار سنبھالا۔ سردار پٹیل وزیر داخلہ بنے جن کی مسلم دشمنی قیام پاکستان سے پہلے ہی ایک مسلّمہ حقیقت کے طور پر تسلیم کر لی گئی تھی۔ بھارت کے دارالحکومت دہلی میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اس بات کی دلیل ہے کہ بھارتی حکومت ان فسادات میں کلّی طور پر ملوّث تھی۔ وہ مسلمانوں کو پاکستان کے حق میں ووٹ دینے کی سزا دینے کا تہیہ کر چکی تھی اور چاہتی تھی کہ جو مسلمان بھارت کے علاقے سے پاکستان جائیں وہ سب انتہائی کسمپرسی کے عالم میں ہوں۔ اُن کے حوصلے پست ہوں اور انتہائی غربت کا شکار ہو کر پاکستان کی نئی حکومت کے لیے مشکلات کا باعث بنیں۔

تقسیم ہند کے وقت انگریزوں اور ہندوؤں کی متفقہ حکمتِ عملی بھی یہ تھی کہ ملک کی فوج کے دو حصے کر دیے جائیں اور وہ فوج جن پر مسلمانوں کی اکثریت ہے اسے تقسیم ملک کے وقت ملک سے باہر رکھا جائے اور جو فوج ہندوستان یعنی بھارت کے حصے میں ہو اسے ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلا دیا جائے اور اس فوج سے بھی مسلم کشی کا کام لیا جائے۔ چنانچہ یہ حقیقت بھی سامنے آئی کہ جب تک ہندوستان کی فوج نے فسادات میں حصہ نہیں لیا۔ دہلی اور امرتسر کے مسلمانوں نے ہندو اور سکھوں کے ساتھ بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ لیکن جب ہندوستان کی فوج نے فسادیوں کی اعانت شروع کر دی تو پھر مسلمان بے بس ہو گئے اور کسمپرسی کے عالم میں پاکستان پہنچے اور واقعی پاکستان کی نئی حکومت کو مختلف مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

انگریز اور ہندو قیادت دونوں کا یہ ایک متفقہ منصوبہ تھا کہ پاکستان ایک نہایت کمزور ملک کی حیثیت میں قائم ہو، ایسے حالات پیدا کیے جائیں کہ یہ کمزور ملک مشکل حالات میں ایسے مسائل سے دوچار ہو جائے جن کی موجودگی میں پاکستان مستحکم نہ ہو سکے۔

لاکھوں مسلمان وطن چھوڑ کر لٹے پٹے پاکستان پہنچے، لاکھوں ہندوستان کی سرزمین پر ہندوؤں اور سکھوں کی انسان دشمنی کا شکار ہو کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ہزاروں مسلمان لڑکیوں کی عصمتیں قیام پاکستان کے موقعہ پر ہندوؤں

اور سکھوں کی ہوس پرستی کا شکار ہوئیں۔ آخر اس ساری تگ ودو کا مقصد کیا تھا۔ اگر اس دور کے تاریخی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہندو اور سکھ دونوں یہ نہیں چاہتے تھے کہ ایک مضبوط و مستحکم پاکستان وجود میں آئے۔ ہندوؤں کی اکثریت جن کی قیادت کانگریس کر رہی تھی کا اندازِ فکر پاکستان کے بارے میں انتقامی تھا کہ اگر مسلمان پاکستان چاہتے ہیں تو لے لیں اور اس جُرم کی پاداش میں سزا بھی بھگتیں۔ جہاں تک ممکن ہو پاکستان کے علاقے کو مختصر سے مختصر کرنے میں کوئی کمی نہ کی جائے۔ پاکستان کے علاقے کو جہاں تک ممکن ہو کم سے کم کر دیا جائے تاکہ جب پاکستان بن جائے تو پھر اُنہیں ایسے حالات میں دھکیل دیا جائے کہ پاکستان اقتصادی طور پر مضبوط نہ ہو سکے۔

قیامِ پاکستان کے دو سال بعد نومبر ۱۹۴۹ء میں ہندوستان کی آئین ساز اسمبلی میں سردار پٹیل نے بطور وزیر داخلہ تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

''ہم نے آخری چارہ کار کے طور پر تقسیم کو تسلیم کیا تھا۔ جب ہم سب کچھ کھو دینے کو تھے، مسٹر جناح کٹا پھٹا پاکستان ہرگز نہیں چاہتے تھے۔ لیکن انہیں تلخ نوالہ نگلنا پڑا۔ میں نے یہ شرط بھی لگا دی تھی کہ صرف دو ماہ کے اندر اندر اقتدار منتقل کرنا ہوگا۔''

پاکستان بن جانے کے بعد حالات اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ کانگریس کا تقسیم قبول کرنا ایک جنگی چال تھی۔ اُن کے اصل عزائم سارے ہندوستان پر حکومت کرنا تھا جس میں اب تک بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ لہٰذا اس وقت اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے یہ ضروری تھا کہ حکومت ہند کو برطانیہ کے جانشین کے طور پر تسلیم کیا جائے اور پاکستان کے علاقے کو ایک علیحدہ شدہ علاقوں کے طور پر مانا جائے بلکہ ان کے ساتھ علیحدہ شدہ علاقے کے طور پر سلوک بھی کیا جائے۔ پاکستان میں شامل ہونے والے علاقے کم سے کم ہوں پاکستان میں صرف مشرقی بنگال مغربی پنجاب، سندھ اور بلوچستان کے علاقے شامل ہوں اور اس وقت کا شمال مغربی سرحدی صوبہ پاکستان کا حصہ نہ بن پائے۔ پاکستان کو سول اور فوجی افرادی قوت، اور مادی قوت کے وسائل کے اعتبار سے کمزور کرنے کے لیے ایسی روکاوٹیں ڈالیں جائیں کہ پاکستان اس میدان میں کبھی بھی مضبوط نہ ہو سکے۔ پاکستان کو قائم رہنے کے ناقابل بنانے کے لیے جو کچھ بھی ہو سکے کر گزرا جائے۔ کیونکہ ہندوؤں کی قیادت کو اس بات کا یقین تھا کہ پاکستان زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکے گا۔ اور آخر میں یہ قیادت ہندوستانی ریاستوں کو بھارت میں مدغم کر دینے میں بھی کامیاب ہوگئی جبکہ ریاستوں کو اس معاملہ میں آزاد چھوڑا گیا تھا کہ وہ اگر چاہیں تو اپنی آزادی کو برقرار بھی رکھ سکتی۔ لیکن حیدرآباد دکن، جوناگڑھ اور کشمیر پر بھارت نے زبردستی قبضہ کر کے اپنے جارحانہ عزائم کو تکمیل کے مراحل تک پہنچایا۔

یہاں پر یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ بھارت کے یہ اس وقت کے ہی مقاصد نہ تھے بلکہ آج تک بھارت انہیں مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنی کوشش میں مصروف ہے کہ برِصغیر پر اس اکیلے کی حکمرانی ہو اور ہم اس کے اس مقصد کو ناکام بنانے میں ابھی تک کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکے بلکہ ہم نے دانستہ یا پھر نادانستہ ایسے حالات خود پیدا کر

دیے ہیں کہ بھارت اپنے اس مقصد میں جلد کامیاب ہو۔ یہ اس لیے کہ پاکستان بن جانے کے بعد قیادت اُن لوگوں کے ہاتھ میں آئی جن کا تحریک حریت کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ بانی پاکستان مسٹر جناح کی جلد وفات اور لیاقت علی کی شہادت نے بہت جلد ملک ان لوگوں کے ہاتھ میں دے دیا جو یہاں انگریزوں کے جانشین تھے اُس وقت ہندو قیادت کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے انگریزوں کی امداد کی ضرورت تھی جن کے ہاتھ میں انتظامیہ اور فوج کی باگ ڈور تھی۔ کانگریس اس بات کی خواہش مند تھی کہ اقتدار فوراً اُسے منتقل کر دیا جائے۔ اور وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ایٹلی کانگریس کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے تیار تھے۔ ہندوستان کے آخری وائسرائے مسٹر لارڈ مونٹ بیٹن بھی کانگریس کے ساتھ اس سلسلے میں پورا تعاون کر رہے تھے۔ گویا، ہندو قیادت اور سکھ قیادت انگریزی حکومت کا یہ اتحاد ثلاثہ۔ ہندوستان کے مسلمان کو پاکستان کے مطالبہ کی سزا دینے کے لیے متحد بھی تھا اور متحرک بھی۔

سکھوں کے عزائم:

اس پُر ہول ماحول میں سکھ کیا چاہتے تھے اور وہ کیوں ہندوؤں کی ہاتھ میں مسلم کشی کے لیے ایک تلوار کی حیثیت اختیار کر گئے تھے اسے بھی تاریخی حقائق میں جانچنے اور پرکھنے کی ضرورت ہے۔

مارچ ۱۹۴۷ء کے پہلے ہفتے میں جب خضر حیات ٹوانہ کی مخلوط حکومت پنجاب میں معزول ہوئی اور تقسیم کا امکان سامنے نظر آنے لگا تو سکھوں کے ذہن میں پنجاب کے اندر ایک سکھ ریاست بنانے کا منصوبہ موجود تھا۔ حالات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ پنجاب کی سکھ ریاستیں اس منصوبے میں پوری طرح ملوث تھیں۔ سکھوں کی فوجی انداز میں صف بندی کی جا رہی تھی۔ اسلحہ مہیا کیا جا رہا تھا اور انہیں ہندوؤں اور انگریزوں کی طرف سے مشتعل کرنے کی کوششیں بھی اپنے پورے عروج پر تھیں۔ ۳؍جون کے پلان کے اعلان کے بعد سکھوں نے مشرقی پنجاب میں اپنی جارحانہ سرگرمیاں تیز کر دیں۔ سکھوں کی اعلیٰ کونسل ''شرومنی اکالی دل'' کی طرف سے باقاعدہ اعلان ہوا کہ پاکستان کا قیام سکھوں کے لیے ہلاکت کے مترادف ہے۔ اس لیے سکھوں نے پنجاب کے اندر ایک سکھ ریاست قائم کرنے کا عزم کر لیا ہے جس کی سرحدیں ایک طرف دریائے چناب اور دوسری طرف دریائے جمنا تک ہوں گی۔ لہٰذا تمام سکھوں کا یہ مذہبی فرض ہے کہ وہ شرومنی اکالی دل کے جھنڈے تلے سکھ ریاست کے قیام کے لیے جنگ کریں۔ سکھوں کا یہ منصوبہ اور نصب العین ہی اس بات کا سبب بنا کہ بڑے وسیع پیمانے پر پنجاب کے اندر مسلمانوں کا قتلِ عام شروع ہو گیا وہ اس کوشش میں مصروف ہو گئے کہ کانگریس کے اشتراک کے ساتھ انگریزی حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ مشرقی پنجاب کی حدود کو وسیع کیا جائے اور علاوہ ازیں پنجاب کی مسلم آبادی کو بزورِ شمشیر مشرقی پنجاب سے نکال باہر کیا جائے اور ان کی جگہ مغربی پنجاب کی سکھ آبادی کو اس علاقے میں آباد کیا کیا جائے۔ یہ وہ منصوبہ تھا جو کہ کچھ عرصہ پہلے تک کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو قیادت نے مسلمانوں کو پنجاب سے زبردستی نکالنے کے لیے اندر خانہ سکھوں کو یہ جھانسا دیا کہ وہ سکھ ریاست کے قیام میں ان کی مدد کریں گے جس کے بدلے میں سکھ مسلمانوں کو بزورِ شمشیر پنجاب سے نکال کر پاکستان کی طرف دھکیل

دیں۔ اِدھر ستم ظریفی یہ تھی کہ لارڈ مونٹ بیٹن یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس کے تدارک کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے اور اس سلسلہ میں مسلمانوں کی وسیع پیمانے پر قتل وغارت کو نہ روکنا لارڈ مونٹ بیٹن کی وہ دیدہ ودانستہ غفلت تھی جس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے اور یہی وجہ تھی کہ پنجاب کے اندر مسلمانوں کی وسیع پیمانے پر قتل وغارت ہی اُن کے مشرقی پنجاب سے مغربی پنجاب نقل مکانی کی وجہ بنی۔

پنجاب بونڈری کمیشن فورس کا قیام اور ناکامی:

منظّم اور پُر امن نقل مکانی کو عمل میں لانے کے لیے اگر چہ پنجاب میں حکومت کی طرف سے '' پنجاب بونڈری کمیشن فورس'' کا قیام عمل میں لایا گیا تاہم یہ فورس ان فسادات کو روکنے میں ناکام ہوگئی کیونکہ اس فورس کی اعلیٰ کمان انگریزوں کے ہاتھ میں تھی اور اس فورس کی تعداد جو کہ پچاس ہزار سپاہیوں اور افسران تک تھی میں اکثریت غیر مسلموں کی تھی جو خود اسی جذبے کا شکار ہو گئے جو اس وقت مسلم کشی کے لیے ابھارا گیا تھا۔ چنانچہ یہ امن قائم کرنے والی تنظیم ایک ماہ سے زیادہ اپنے وجود کو قائم نہ رکھ سکی اور مسلمانوں کو ان کے مقدر کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا گیا۔ ہندو، سکھ اور انگریز تینوں مسلمانوں کے خلاف ایک اتحاد میں اس لیے اکٹھے ہوئے کہ انگریزوں نے مسلمانوں کے ملک پر قبضہ کیا تھا اور مسلمانوں کا جنگ آزادی میں حصہ ہندوستان کی دوسری قوموں سے وافر تھا۔ انگریز نہیں چاہتا تھا کہ جاتے ہوئے وہ مسلمانوں کو ایک مضبوط و مستحکم خواہ وہ مختصر ہی ہو حکومت دے کر جائے۔ ہندو اور سکھ مسلمانوں کی غلامی کا بدلہ مسلمانوں سے لینا چاہتے تھے اور یہی بات ان تینوں کے درمیان قدرِ مشترک بن گئی تھی۔ سکھ ہندو کی سیاست کا شکار ہو کر پھر بعد میں خود ہندو قیادت میں ہی اسی طرح اندرا گاندھی کے دور میں قتل ہوئے جس طرح انہوں نے پنجاب میں مسلمانوں کو تقسیم ہند کے وقت قتل کیا تھا۔ اسی کو مکافات عمل کہا جاتا ہے اور وہ سکھ ریاست تو قائم نہ ہو سکی البتہ اب سکھ رہتی دنیا تک خود ہندوؤں کی غلامی میں چلے گئے ہیں۔ ''لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا''

مسلسل سازشیں:

جب پاکستان نہیں بنا تھا تب بھی مسلمان غیر مسلموں کی سازشوں کا شکار تھے۔ پاکستان بننے کے دوران بھی مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہوتی رہیں اور قیام پاکستان سے لے کر اب تک بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں لیکن یہاں پر ایک بات ذہن میں رہے کہ سازش کی کامیابی اس وقت ممکن ہوتی ہے جب اس سازش میں قوم کی وہ مقتدر شخصیتیں شامل ہو جائیں جن کے خلاف سازش کی جا رہی ہو۔ پاکستان کے خلاف ۳/جون کا پلان، ریڈ کلف ایوارڈ، ریڈ کلف کے سامنے قادیانیوں کا الگ مؤقف، جس کی وجہ سے ریڈ کلف کو یہ موقع مل گیا کہ اس نے ان علاقوں کو بھی بھارت میں مدغم کر دیا جو کہ ۳/جون کے پلان کے مطابق پاکستان کا حصہ بننے والے تھے۔ خاص طور پر گورداس پور کا ضلع آخری وقت میں بھارت کی تحویل میں دیا گیا تا کہ بھارت پٹھان کوٹ کے راستے ریاست کشمیر میں اپنی فوجیں بھیج کر کشمیر پر قبضہ کر سکے اس کے بعد پھر کشمیر میں ۱۹۴۷۔۴۸ کی جنگ کے دوران یو این او کی سیکورٹی کونسل کی اس

افسوس ناک قرارداد کو پاکستان کی طرف سے تسلیم کر لینا بھی اُس سازش کا ہی تسلسل تھا۔ جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں کشمیر کی اس جنگ میں بھارت کی فوجیں شکست کی صورت حال سے دوچار تھیں، دلیل یہ ہے کہ بھارت یو۔این۔او میں فریادی بن کے گیا تھا پاکستان نہیں گیا تھا۔ پھر پاکستان کی سیاسی قیادت کو وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کے ذریعے امریکہ کی طرف سے دباؤ ڈال کر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ قرارداد کو تسلیم کر لے۔ جس قرارداد کے تین بنیادی حصے درج ذیل تھے:

۱۔ جنگ فوری طور پر بند کی جائے۔

۲۔ دونوں ممالک اپنی اپنی فوجیں کشمیر سے نکال لیں۔

۳۔ جس کے بعد کشمیریوں سے رائے عامہ کے تحت پوچھا جائے کہ کیا وہ پاکستان یا بھارت کے ساتھ ضم ہونا چاہتے ہیں یا پھر آزاد خود مختار ریاست کی صورت کے حق میں ہیں۔

بھارت نے پہلی شرط تسلیم کر لی اس لیے کہ جنگ میں اس کی حالت کمزور تھی۔ پاکستان نے بھی بین الاقوامی دباؤ کے تحت اس شرط کو تسلیم کر لیا جب کہ پاکستان کا پلڑا اس جنگ میں بھاری تھا۔

جب دوسری شرط پر عمل کا وقت آیا تو بھارت نے اس وقت تک کشمیر سے فوجیں نکالنے سے انکار کر دیا جب تک پاکستان کی فوجیں کشمیر سے نہیں نکلتی۔ بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ پہلے پاکستان فوجیں نکالے اس کے بعد بھارت سوچے گا کہ کشمیر سے فوجیں نکالنی ہیں یا کہ نہیں۔ یہ رکاوٹ اس لیے پیدا کی گئی تاکہ یو۔این۔او کی قرارداد کے تیسرے حصے جس کا تعلق کشمیریوں کی رائے شماری سے تھا کا مرحلہ ہی سرے سے نہ آئے۔ پھر اس کے بعد فوج کی نگرانی میں کشمیر میں انتخاب کرا کے کشمیر کی اسمبلی کی طرف سے کشمیر کے بھارت کے ساتھ الحاق کا اعلان کروا دیا۔ یہ ہے کشمیر کی وہ ابتدائی داستان جس کی وجہ سے بھارت آج تک کشمیر پر قابض ہے۔

آخر یہ سازشیں کیوں؟ فقط اس لیے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر، پاکستان کا مطلب کیا ''لا الٰہ الا اللہ'' کی گونج میں معرضِ وجود میں آیا تھا۔ ایک ایسا نظریہ جس میں احیائے اسلام اور بین الاقوامی سطح پر اتحاد بین المسلمین کے تصور کو ایک بنیادی حیثیت حاصل تھی اور جسے عرفِ عام میں ''نظریۂ پاکستان'' کہا جاتا ہے۔

اسی طرح پاکستان کا سیٹو، سنٹو کا رکن بن جانا، پھر امریکہ سے غذائی اور اسلحہ کی امداد حاصل کرنا یہ سب کچھ اُسی ایک سازش کا تسلسل ہے، جو آگے بڑھتی ہی چلی گئی اور پھر سقوطِ ڈھاکہ کا سانحہ بھی پاکستان کے خلاف ایک بین الاقوامی سازش کا ہی نتیجہ تھا جس میں بھارت، امریکہ اور روس برابر کے شریک تھے اور اصل کردار ہمارے اپنے سیاسی اور فوجی رہنماؤں کا ہی تھا کہ دشمن اس سازش میں کامیاب ہوئے۔ مختصر یہ کہ اس وقت پاکستان کے جو سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات ہیں وہ بھی اسی سازش کا تسلسل ہی ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ پاکستان کے خلاف اُنہی سازشوں کے تسلسل کی وجہ سے آج پاکستان میں کم و بیش وہی صورت حال ہے جو قیامِ پاکستان کے وقت تھی۔ جس پر ہر محبّ وطن پاکستانی اُسی طرح پریشان ہے جس طرح قیامِ پاکستان کے وقت پریشان تھا پھر یہ حقیقت اس صورت حال کو اور بھی پریشان کن بنا دیتی

ہے کہ قیامِ پاکستان کے وقت ابتلاء اور مصیبتوں کے باوجود ہمارے حوصلے پست نہیں تھے بلکہ جوان تھے۔ اور پاکستانی قوم نے اُن تمام مسائل اور مشکلات پر بڑی بہادری اور حوصلے کے ساتھ قابو پالیا تھا لیکن آج پاکستان کی سیاسی قیادت نے ملک کے اندر ایسے حالات پیدا کر دیے ہیں کہ اب حوصلے وہ نہیں رہے اور نہ ہی ہمارے عزائم میں وہ پختگی نظر آتی ہے جو قیامِ پاکستان کے وقت باوجود اُن زیادتیوں کے ہمیں نظر آتی ہے۔ اس لیے موجودہ صورت حال کو ہم اس وقت کی صورت حال سے زیادہ خطرناک اور تشویش ناک سمجھتے ہیں خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔

اللہ کرے ہم اُن مقاصد میں کامیاب ہوں، جس مقدس نام پر یہ ملک بنا اور مسلمانوں نے ایسی قربانیں دیں جن کی مثال تاریخِ انسانیت میں کہیں نہیں ملتی۔

چنیوٹ میں قیامِ پاکستان کے وقت کیا ہوا:

اعلان پاکستان کے وقت میں اپنے خاندان کے ساتھ چنیوٹ میں ہی تھا۔ مشرقی پنجاب کے مسلمانوں پر جو ظلم و ستم روا رکھا گیا تھا اُس کا ردِ عمل پورے مغربی پنجاب میں بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا گیا۔ ہر مسلمان کے لب پہ اس ظلم و ستم کے قصے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ادھر مسلمانوں نے بھی وہی کام شروع کر دیا جو مشرقی پنجاب میں ہو رہا تھا۔ جس کا اثر یہاں چنیوٹ میں بھی سامنے آیا۔ لیکن بہت جلد شہر کے مقتدر رہنماؤں کی مساعی سے اسے کنٹرول کر لیا گیا۔ قیامِ پاکستان کا اعلان ہوتے ہی لوٹ مار یہاں چنیوٹ میں بھی شروع ہو گئی۔ ہندوؤں کی دکانوں کے تالے توڑ دیے گئے اور ہر مسلمان دکانوں سے مختلف سامان لوٹ کر اپنے گھر لے جانے میں مصروف ہو گیا۔ ایک حکومت جا رہی تھی اور دوسری ابھی مکمل قائم نہ ہوئی تھی نظم و ضبط نام کی کوئی شے کہیں نظر نہیں آتی تھی۔ جس کے ہاتھ میں جو شے آتی لے بھاگتا حتیٰ کہ مویشی اور دوسرے جانور بھی ہانک لیے گئے۔ مجھے یاد ہے کہ چنیوٹ میں ایک ہندو کو چھُرا گھونپ دیا گیا۔ وار ترچھا تھا اس لیے وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں ادھر ادھر گھومتا پھر رہا تھا جسے میں نے اور میرے چند ساتھیوں نے لوگوں سے پوچھ کر اس کے گھر تک پہنچایا۔

ہندوؤں نے پہلے ہی اپنے گھروں میں دستی بم بنانے شروع کر دیے تھے تاکہ اپنے دفاع کے لیے بوقت ضرورت اُن سے کام لیا جا سکے۔ کبھی کبھار یہ دستی بم پھٹ بھی جاتے تھے۔ ایک دستی بم ہندوؤں کے محلّہ ''پیر جٹ محل'' میں پھٹا۔ میں فوراً اس جگہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عزیز علی مدیرہفت روزہ ''یادِ خدا'' مجھ سے پہلے ہی وہاں موجود تھے اور انہوں نے پولیس سے رابطہ کر کے اُسے گرفتار کرا دیا ایک اسی طرح کا واقعہ ہمارے محلے کے نزدیک بھی ہوا میں اس جگہ پر بھی موقعہ پر پہنچ گیا تھا وہاں پر بھی ڈاکٹر عزیز علی پہنچ گئے اور اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ ابتدائی واقعات تھے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ہندو آنے والے وقت کے مطابق حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری کر رہے تھے۔ چنیوٹ کی آبادی میں یہ بھی اتفاق ہے کہ یہ پہلے ہی دو حصوں میں تقسیم تھی۔ چنیوٹ کا مغربی حصہ مسلم آبادی پر مشتمل تھا۔ جبکہ مشرقی حصہ میں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ درمیان میں جنتو تھان اور گڑھا محلّہ بھی تھا لیکن گڑھا محلّہ بھی ہندوؤں کی آبادی پر ہی مشتمل تھا۔ جب حالات زیادہ خطرناک ہوئے تو ہندوؤں کے وہ چند گھر جو مسلمانوں کی آبادی میں تھے وہ ہندو اکثریت کے علاقے میں منتقل ہو گئے تھے۔ اسلحہ ہندوؤں کے

پاس وافر تھا۔ اور چنیوٹ کے مسلمان اس سے پوری طرح واقف ہوتے ہوئے بھی اپنے دفاع سے غافل تھے۔

لوٹ میں حصہ لینے پر میری پٹائی:

جن دنوں شہر میں لوٹ وسیع پیمانے پر جاری تھی مجھے بھی گھر کی چند عورتوں کی طرف سے حکم دیا گیا کہ شبّیر تو بھی جا کر کچھ لوٹ کے لے آ۔ مجھے معلوم تھا کہ والد صاحب نے اس بات کی سخت تلقین کر رکھی ہے کہ گھر کا کوئی فرد اس لوٹ میں حصہ نہ لے اور ہندوؤں کا لٹا ہوا کسی قسم کا کوئی سامان ہمارے گھر میں نہیں آنا چاہیے خاص طور پر مجھے سختی سے منع کیا گیا تھا اس لیے کہ والد صاحب کو یہ اچھی طرح سے معلوم تھا کہ میں گھر میں نہیں بیٹھتا تھا اور ان ہنگامی حالات میں بھی ادھر اُدھر بھاگ جاتا تھا۔ لیکن عورتوں کے اصرار پہ جانتے ہوئے کہ والد صاحب اس وقت کون سا گھر میں موجود ہیں اور شاہی منڈی گھر کے ساتھ ہی ہے کسی دکان سے کچھ اٹھا کر اگر لے بھی آیا تو ابا جان کو کیسے پتہ چلے گا۔ چنانچہ اٹھا اور ایک ہندو کی دکان میں گھس گیا ایک گھی کے خالی کنستر جس میں کچھ تھا لیکن مجھے نہیں پتہ تھا کہ اس میں کیا ہے اٹھا لایا۔ اور گھر میں بیٹھی ہوئی عورتوں کو آ کر دے دیا۔ کہنے لگیں اس میں کیا ہے؟ میں نے کہا مجھے کیا پتہ اس میں کیا ہے، انڈیل کر دیکھ لیں اب جو کنستر کو انڈیلا تو اس میں سے کابلی مصری کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو اتنے پرانے تھے کہ کھانے کو جی نہیں چاہتا تھا اس پر ساری عورتیں ہنس پڑیں کہ دیکھو ہمارا بہادر بیٹا کیا لوٹ کے لایا ہے کیا تمہارے لیے یہی زنگ آلود کابلی مصری کے چند ٹکڑے ہی رہ گئے تھے۔ جاؤ کوئی اور چیز لوٹ کے لاؤ۔ میں جوش میں پھر بھاگ کے شاہی منڈی کی ہی ایک دکان میں گھس گیا۔ اس دکان میں پچاس ساٹھ کے قریب آدمی گھسے ہوئے تھے اور اپنی اپنی پسند کی اشیاء کو اٹھا لے جانے کے لیے بالکل تیار تھے کہ اچانک پولیس والوں نے باہر سے دکان کے دروازے پر تالہ لگا دیا۔ اب دکان کے اندر کی صورت حال تبدیل ہو گئی پہلے لوٹ لے جانے کی خواہش اپنے عروج پر تھی تو اب ہر ایک کو جان کے لالے پڑ گئے کہ اتنی گرمی اور حبس میں باہر کیسے نکلیں گے۔ دروازے پر اندر سے دستک دی جا رہی تھی لیکن باہر سے کوئی جوابی حرکت سامنے نہیں آ رہی تھی۔ شاہی منڈی میں ہی مجلس احرارِ اسلام کا مرکزی دفتر تھا جس میں سالار نذر محمد اعوان رہائش پذیر تھے۔ انہیں جا کر کسی نے کہا کہ وہ آپ کا شبیر بھی دکان میں بند ہے اور باہر پولیس نے تالا لگا دیا ہے کوئی شخص تالا توڑنے کی جرأت نہیں کر رہا۔ مجلس احرار کے سالار نے جب یہ سنا تو دکان پر آئے اور ہتھوڑے سے باہر دکان کا تالا توڑ ڈالا اس طرح جو اس وقت دکان میں تھے ان سب کی جان میں جان آئی۔ لوٹنے والی بات تو وہیں ختم ہو کے رہ گئی میں نے تو اپنی جان بچا کر وہاں سے نکلنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اندر دم گھٹ رہا تھا۔ لہٰذا کچھ لوٹے بغیر ہی گھر آ گیا۔ اب یہ بات کسی طرح والد محترم تک پہنچ گئی انہوں نے مجھے گھر کی چھت پر لے جا کر سیڑھیوں کے دروازے کو بند کر دیا اور میری پٹائی شروع کر دی۔ دروازہ اس لیے بند کیا تا کہ کوئی آ کر مجھے چھڑا نہ سکے۔ بہر حال ایسی ٹھکائی ہوئی کہ میرے جسم کا ہر حصہ درد سے چُور چُور ہو گیا۔ والدہ نے دودھ پلا کر لحاف میں سلا دیا اور چند گھنٹوں کے بعد طبیعت بحال ہوئی۔

یہ تو خیر غیر منظّم لوٹ مار تھی جس کے بعد منظّم لوٹ کا بھی سلسلہ شروع ہوا۔ یعنی شہر کے رئیس خاندان نے پولیس

سے مل کر باقاعدہ منصوبہ بندی سے ہندوؤں کی ان دکانوں کو لوٹنا شروع کیا جو مسلمانوں کے علاقوں میں تھیں۔ پولیس سے مل کر شہر میں کرفیو لگا دیا جاتا اور پھر رات کے وقت ان دکانوں کا قیمتی مال لوٹ لیا جاتا۔ خاص طور پر صرافہ بازار جہاں تقریباً سبھی ہندو سونے کے زیورات بناتے تھے ان دکانوں سے کثیر مقدار میں سونا وغیرہ لوٹا گیا۔ بہر حال لوٹ کا یہ سلسلہ دو چار ہفتے ہی جاری رہا۔ جس کے بعد مخلص قیادت میدانِ عمل میں آئی اور انہوں نے اس سلسلے کو ایک نئی شکل دی جس کا بیان آگے چل کے آئے گا۔

ایک خوف ناک رات:

ابتداء میں چنیوٹ کے ہندو یہ سمجھتے رہے کہ اگر ہندو مسلم فساد ہوا تو مقامی نوعیت کا ہوگا اس کے لیے انہوں نے اپنی تیاری بھی کر لی تھی۔ اسلحہ ان کے پاس وافر تھا اور پھر دستی بم بھی انہوں نے اپنے تحفظ کے لیے بنا لیے تھے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کی یہ سوچ تبدیل ہوگئی ملک کے اندر جو کچھ ہو رہا تھا اب اس کے مطابق انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ شہر چھوڑ کر کیمپ میں منتقل ہو جائیں۔ چنانچہ جس رات انہوں نے شہر چھوڑنا تھا اس رات انہوں نے اپنے مکانوں کی چھت سے ساری رات فائرنگ جاری رکھی اور اس فائرنگ کے دوران شہر کے مشرق کی طرف سے انہیں شہر سے باہر اسلامیہ کالج کے وسیع گراؤنڈ تک جانے میں کسی قسم کی دشواری یا پھر رکاوٹ کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ وہ رات بھر میں اپنے بچوں اور قیمتی سامان کے ساتھ شہر چھوڑ کر کیمپ میں چلے گئے۔

ساری رات کی فائرنگ سے شہر کے مسلمان پریشان بھی تھے اور خوف زدہ بھی تھے۔ ساری رات مسلمان اس لیے نہ سو سکے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہندو اسلحہ سے ہم پر حملہ آور ہوں گے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لیے جاگنا ضروری ہے۔ اور ہندو فائرنگ کرتے ہوئے نہ سو سکے کہ انہوں نے اس رات سارا شہر خالی کر کے کیمپ میں منتقل ہونا تھا۔ یہ رات اس لیے انتہائی خوف ناک اور پریشان کن تھی کہ ہندو اور مسلمان دونوں خوف زدہ بھی تھے اور پریشان بھی، صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ ہندو آبادی کے کل مکان خالی ہیں اور ہندو مکان چھوڑ کر شہر سے باہر کیمپ میں چلے گئے ہیں۔ اب ان خالی مکانوں کی لوٹ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے اکٹھے ہو کر ہندوؤں کے کیمپ پر حملہ کرنے کی کوشش بھی کی جسے شہر کے معززین جن کی سربراہی ڈاکٹر عزیز علی کے ہاتھ میں تھی اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔ حملہ آور ایک لشکر کی صورت میں ہندو کیمپ کی طرف جا رہے تھا جس میں اردگرد کے دیہاتی مسلمانوں کی بھی ایک کثیر تعداد موجود تھی جسے مدرسۃ البنات کے سامنے روک دیا گیا اور اس طرح چنیوٹ کے ہندو قتل عام سے بچ گئے اور وہ بالکل محفوظ رہے۔ بہت جلد سکھ رجمنٹ کے آٹھ دس فوجی جوان ان کی حفاظت کے لیے بھی آگئے۔ اس طرح چنیوٹ میں وسیع پیمانے پر قتل وغارت کا خطرہ ٹل گیا۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد

موت سے یونہی سدا پیار کیا ہے میں نے
سجدۂ شکر سرِدار کیا ہے میں نے

عہدِ افرنگ میں جذبۂ بیدار کے ساتھ
گنگ لمحوں کو بھی احرار کیا ہے میں نے

دین کی صف میں گھسے تھے جو لٹیرے کب سے
ان کو رسوا سرِ بازار کیا ہے میں نے

ظلم کی چکّی میں پستے ہوئے انسانوں کو
کبھی خنجر، کبھی تلوار کیا ہے میں نے

شوخیٔ نقشِ قدم سے ہی اجالا لے کر
راہِ ویراں کو چمن زار کیا ہے میں نے

ظلمتِ شب میں کیا شعلۂ آواز بلند
کشتِ ویراں کو ثمر بار کیا ہے میں نے

میں ہوں خالد، میری بات قلندر جیسی
شبِ تیرہ کو شرر بار کیا ہے میں نے

پاکستان کیخلاف عالمی پروپیگنڈہ مہم......مجرم کون!

سہیل باوا (لندن)

یہ طے کرنا ابھی باقی ہے کہ پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنے میں بیرونی عناصر زیادہ سرگرم ہیں یا اندرونی قوتیں وطن عزیز کے مثبت تشخص پر زیادہ تندہی سے وار کر رہی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام اور اس کی سرحدات کو جتنا میر جعفر اور میر صادق نے نقصان پہنچایا ہے اتنا کسی الفانسو اور ازابیلا نے نہیں پہنچایا، اور یہ بھی سچ ہے کہ بیرونی عناصر اکثر بت کدوں کی پیروی چھوڑ کر کعبے کے پاسبان کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ مگر جب اپنی ہی صفوں میں ابولؤلؤ پیدا ہو جائیں تو پھر شہادت عمر رضی اللہ عنہ جیسے سانحے رونما ہوتے ہیں۔ پاکستان کو اس وقت بیرونی سطح پر متعدد خطرات کا سامنا ہے۔ دہشت گردی، عورتوں پر پابندی اور معاشرے میں انتہا پسندانہ رویوں کو نشانہ بنا کر پاکستان کو عالمی سطح پر ایک پروپیگنڈے کے تحت بدنام کیا جا رہا ہے۔ دوسری جانب اندرونی عناصر بھی سرگرم ہیں جن کے وار بلاشبہ بیرونی عناصر کی ضربوں کے زیادہ مہلک اور زہریلے ہیں۔

ذرا تصور کیجئے! ایسے ملک کے بارے میں باہر کی دنیا کیا سوچے گی جس کے شہری جھوٹی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر غیر قانونی طریقوں سے ترقی یافتہ ممالک میں سیاسی پناہ کی درخواستیں دیتے پھر رہے ہوں اور پھر ان کی کارستانیاں کوئی اور نہیں بلکہ اسی ملک میں بے نقاب ہوں جہاں سیاسی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے............ ذرا سوچیئے! اس ملک کا کیا تصور ہوگا جس کے باشندے جھوٹی سیاسی پناہ حاصل کرنے کے لیے اپنے ملک پر تنقید کے آرے چلاتے ہوں۔

جی ہاں! وطن عزیز کو بدنام کرنے کے لیے ایک ایسا ہی گروہ سرگرم ہے جس کو ہم اور آپ جماعت احمدیہ یا قادیانیوں کے نام سے جانتے ہیں اور تشویشناک امر یہ ہے کہ اس گروہ کی جعلسازی کو جرمنی کی وفاقی پولیس نے اس وقت بے نقاب کیا جب چند روز قبل شہر ڈارم شاڈ کے قریب فونک شاڈ میں جماعت احمدیہ کے چار گھروں پر چھاپہ مار کر جماعت احمدیہ کے صدر ثناء اللہ سمیت تین لوگوں اظہر جوئیہ، عمر جوئیہ اور ناصر جوئیہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ذرائع کے مطابق یہ یورپ کی تاریخ میں غیر قانونی سیاسی پناہ حاصل کرنے میں مدد دینے والا اب تک کا سب سے بڑا گروہ ہے۔ اس گروہ کے تانے بانے کس خوفناک حد تک پھیلے ہوئے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ جرمن پولیس نے زیر حراست احمدیوں سے پوچھ گچھ کے نتیجے میں ایک جرمن وکیل بوش برگ اور اس کی احمدی سیکریٹری روبینہ کے گھروں پر بھی چھاپے مارے ہیں۔ انکشافات در انکشافات کا سلسلہ جاری ہے، جرمن ریڈیو چیخ رہا ہے، یورپی اخبارات چنگھاڑ رہے ہیں۔ پولیس کمانڈوز ایک شہر سے دوسرے شہر مسلسل چھاپے مار کر احمدیوں کو گرفتار کر رہے ہیں، ذرائع کے مطابق احمدیوں کا یہ گروہ ایک طویل عرصے سے سرگرم تھا اور پاکستان سے ان گنت احمدیوں کو غیر قانونی طریقے سے جرمنی اور یورپ کے دیگر شہروں میں پناہ

دلوا چکا تھا۔ جرمن میڈیا کے مطابق احمدیوں کے خلاف جرمنی کی تاریخ میں سب سے بڑی پولیس کارروائی کی گئی جس میں بھاری پولیس نفری استعمال ہوئی اور پولیس کمانڈوز نے بھی اس کارروائی میں بھرپور حصہ لیا۔

جماعت احمدیہ کے بعض ''لبرل'' ذرائع نے جرمنی پولیس کی کارروائی پر کچھ حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں۔ ان کے مطابق جماعت احمدیہ کی مرکزی قیادت اس بات کا حتمی فیصلہ کرچکی ہے کہ پاکستان سے بڑی تعداد میں احمدیوں کو یورپ کے مختلف ملکوں میں بسایا جائے۔ اس ضمن میں مسلم نوجوانوں کو بھی بیرون ملک کے سہانے سپنے اور احمدی خاتون سے شادی کا لالچ دے کر جرمنی، لندن، کینیڈا، ہالینڈ، بلجیم، اسپین و دیگر یورپی ممالک میں بسایا جارہا ہے۔ اور اس مہم کو کامیاب بنانے کے لیے پاکستان میں متعدد احمدی گروہ سرگرم ہیں۔ اس تشویشناک مہم کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ احمدی گرگے اپنے ''بندوں'' کو یورپی ممالک میں لانچ کرنے کے لیے پاکستان مخالف پروپیگنڈے کو تیز کررہے ہیں۔ غیر ملکی سفارتخانوں میں پاکستان مخالف رویوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ سیاسی پناہ حاصل کرنے والے پاکستان کو ایک ناقابل برداشت رویوں والی غیر مہذب ریاست قرار دیتے ہیں۔ اس ضمن میں احمدیوں کو باقاعدہ تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ لاہور میں جماعت احمدیہ کے عبادت خانے پر حملے کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں ہمارے ساتھ اس طرح کا سلوک ہورہا ہے۔ اگر بالغ النظری سے احمدیوں کے اس حیلے کا جائزہ لیا جائے تو اس امر کا بخوبی ادراک ہوتا ہے کہ پاکستان میں تو مسجدوں، مزاروں اور امام بارگاہوں پر بھی تواتر سے بم دھماکے اور خودکش حملے ہورہے ہیں۔ مگر آج تک کسی شیعہ سنی یا کسی بھی فرقے کے پیروکار نے محض اس بنیاد پر سیاسی پناہ کے لیے درخواست نہیں دی۔ اگر یہ حادثے سیاسی پناہ کی وجہ بنتے تو اب تک عراق اور فلسطین کی پوری آبادی کو ہجرت کر جانی چاہیے تھی۔

جب اس طرح کے سیاسی پناہ گزین اور وہ بھی غیر قانونی طریقے سے سیاسی پناہ حاصل کرنے والے افراد اپنا مقدمہ سفارتی ڈیسک پر رکھتے ہیں تو پھر ملک کا امیج اس طرح مجروح ہوتا ہے کہ اس کی مثال ملنا ممکن نہیں۔ ذرا سوچیئے! تاجر، فنکار، سیاستدان اور طلبہ ملک کے بہترین تشخص کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو لگارہے ہیں اور دوسری جانب ایک گروہ نمودار ہوتا ہے اور وہ ان تمام کوششوں کو اپنی نفرت اور تعصب کی آگ سے جلا دیتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کے پروپیگنڈوں کے بعد پاکستان کو عالمی سطح پر کیسے اچھے دوست میسر آسکتے ہیں۔ پاکستان کی کولیشن یورپی ممالک سے کیسے مضبوط ہوسکتی ہے۔ یورپی منڈیوں میں پاکستان کی رسائی میں اس قسم کا پروپیگنڈہ بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ یورپ میں پالیسیاں محض ایک بیان پر نہیں بنتیں۔ یورپی ممالک کسی بھی ملک کے حوالے سے اپنی پالیسی کو بناتے وقت تمام عوامل کا جائزہ لیتے ہیں اور کوئی شبہ نہیں کہ احمدیوں کا یہ پروپیگنڈہ پاکستان کو عالمی سطح پر آئسولیشن کی جانب لے جارہا ہے۔

یہاں ایک اور بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ احمدیوں کی سینٹرل کمانڈ کی یہ پالیسی کہ جماعت کے ارکان کو زیادہ سے زیادہ ہر ممالک میں آباد کیا جائے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے والے تحقیق دان جانتے ہیں کہ یہ جماعت دراصل ایک چندہ جماعت

ہے۔ایک عام کمزور احمدی بے رحمی اور سفاکانہ طریقوں سے بلیک میل کر کے اس سے چندہ وصول کیا جاتا ہے تاکہ جماعت احمدیہ کی نکھٹو اشرافیہ کی عیاشیوں کو برقرار رکھا جائے۔ یہ جماعت احمدیہ کا المیہ ہے۔اور انسانی حقوق سے وابستہ تنظیموں بشمول اقوام متحدہ کو عام احمدیوں پر ہونے والے بدترین ظلم کے خلاف نہ صرف نوٹس لینا چاہیے بلکہ اس بربریت کے خاتمے کے لیے بھی خاطر خواہ اقدامات کئے جانے ضروری ہیں۔

جماعت احمدیہ کا ہر رکن ماہانہ لازمی چندہ دیتا ہے، اس کے علاوہ تحریک جدید کا چندہ، عبادت گاہ کا چندہ، وقفِ جدید کا چندہ، سالانہ جلسے کا چندہ، چندہ اشاعت، نصرت جہاں آگے بڑھو چندہ، بلال فنڈ، طاہر فنڈ، سالانہ اجتماع کا چندہ اور چندہ وسعت جو زندگی بھر کم از کم آمدنی کا 10 فیصد ادا کیا جاتا ہے۔ یہ چندہ انتہائی جابرانہ طریقوں سے وصول کیا جاتا ہے اور اگر کوئی چوں چرا کرے تو اس کا سوشل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔یہی وہ وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا مرکزی خاندان دنیا کے امیر ترین خاندانوں میں سے ایک ہے۔ایک اطلاع کے مطابق صرف جرمنی سے سالانہ 14 ملین یورو کا چندہ جماعت احمدیہ کے مرکز میں بھیجا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کی یورپ بساؤ پالیسی اور غیر قانونی وسیاسی پناہ کی مہم دراصل اسی چندے بازی کا ایک سلسلہ ہے۔بہت سادہ سا نکتہ ہے کہ پاکستان میں رہنے والا ایک عام احمدی اپنی آمدنی کے سبب اتنا چندہ نہیں دے سکتا چنانچہ اسی ہوس زر کو پورا کرنے کے لیے احمدی اشرافیہ عام احمدیوں کو غیر قانونی طریقے سے یورپ اسمگل کرنے کے گھناؤنے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔مگر کیا چندے کا حصول ہی اس غیر قانونی، غیر اخلاقی اور وطن دشمن رویے کی وجہ ہے؟......نہیں اور ہرگز نہیں۔ جماعت احمدیہ کی اشرافیہ شروع سے پاکستان مخالف رویوں کی حامل رہی ہے اور غیر قانونی سیاسی پناہ حاصل کرنے کی اس مہم کے ذریعے جماعت احمدیہ بیرون ملک میں پاکستان کی بھیانک تصویر کشی کر رہی ہے جس پر نہ صرف پاکستان کے سیاستدان، انسانی حقوق کے ادارے اور سول سوسائٹی خاموش ہے بلکہ مذہبی جماعتیں بھی چپ کا روزہ رکھ کر بیٹھی ہیں۔ یورپی سیکورٹی ادارے جماعت احمدیہ کے خلاف سرگرم ہیں۔مگر پاکستان میں اس ہولناک جرم پر سیکیورٹی ادارے جنبش بھی نہیں کر رہے۔ پاکستان کو اس وقت شدید بیرونی دباؤ کا سامنا ہے۔اس دباؤ کا سامنا کرنے کے لیے پہلے کشتی کے اندر سوراخ کرنے والے منافقین کا سدباب کرنے کے لیے سفارتی طریقہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● **سدّ سکندر فی تحقیق لفظ قلندر** تالیف: مولانا نور اللہ نوروز یرستانی (رکن القاسم اکیڈمی)

ضخامت: ۱۰۴ صفحات قیمت: درج نہیں ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ

ایسے دلچسپ عنوان کے تحت لکھی جانے والی اس کتاب کا شانِ ورود یہ ہے کہ مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہٗ کے سوانح حیات کو قلم بند کیا تو اس کا نام مردِ قلندر رکھا۔ اس نام کی تاریخی حیثیت اور عرفی شناخت کے حوالے سے کچھ اہل قلم نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا جس پر ماہنامہ ''القاسم'' کی مختلف اشاعتوں میں متعدد افاضل نے اس مسئلہ کے تاریخی پس منظر پر سیر حاصل گفتگو کی جس سے بقول مولانا عبدالقیوم حقانی ''مسئلہ محقّق اور منقّح ہوگیا'' اسی اثنا میں القاسم اکیڈمی کے نوجوان رکن مولانا نور اللہ نوروز یرستانی نے افاضل کی ان موضوعات پر تحقیقات کو یکجا کیا اور اپنے مطالعے کا حاصل بھی دو مضمونوں بعنوان ''لاہوری قلندر'' اور ''لفظ قلندر کی تحقیق'' بھی شاملِ کتاب کر دیا۔

مختصر کتاب قرونِ وسطیٰ میں علمی سرگرمیوں کی یاد دلاتی ہے جب اسی طرح چھوٹے چھوٹے اور نسبتاً غیر اہم موضوعات بھی عمومی تصنیف و تالیف اور علمی دلچسپی کے دائرے میں توجہ حاصل کر لیتے تھے۔ خالص علمی مذاق کے حامل اور لفظ قلندر کے تاریخی اور عرفی پس منظر و شناخت سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس کتاب سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● **جمعیت علمائے اسلام اور کارکنان کے لیے لائحہ عمل** مرتب: محمد ریاض درانی

ضخامت: ۲۳۰ صفحات قیمت: ۱۵۰ روپے ناشر: جمعیۃ پبلی کیشنز، رحمان پلازہ مچھلی منڈی، اردو بازار لاہور

جمعیت علماء اسلام برصغیر پاک و ہند میں علماء کی سیاسی جدوجہد کی تاریخی وراثت کا نام ہے۔ علماء کے نزدیک سیاست بھی ''جزویت از پیغمبری'' کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اتنی ہی تقدیس و احترام کی مستحق ہے جتنی تدریس و تعلیم اور دعوت و تبلیغ جیسی مسلمہ طور پر محترم ذمہ داریاں۔ علماء کے اسی نکتہ نظر کی وضاحت اور جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے دینی، سیاسی جدوجہد کرنے والے افراد و کارکنان کے لیے ایک نظریاتی و تربیتی گائیڈ کے طور پر درج ذیل کتاب کو مرتب کیا گیا ہے۔ فاضل مرتب جمعیت علمائے اسلام کے متصلب نظریاتی کارکن ہیں اور جماعت کے نظم میں مختلف ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے نبھا چکے ہیں۔ جمعیت علمائے اسلام کے کارکنوں کے لیے تو اس کتاب کی حیثیت ایک گائیڈ اور مینول کی ہے۔ لیکن جمعیت کے حلقے سے باہر بھی اہل فکر اس سے ایک نظریاتی جماعت کی ذہنی ساخت و پرداخت کے مطالعے اور تجزیے کے لیے مستفید ہو سکتے ہیں۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● **مجالس غورغشتوی** (ملفوظات طیبات شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی قدس سرہٗ)

جمع کردہ: مولانا محمد امیر بجلی گھر ترتیب: مفتی محمد قاسم بجلی گھر ضخامت: ۲۷۰صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر: شعبۂ تصنیف وتالیف، مدرسہ فاروقیہ، لالہ زار کالونی لنڈی ارباب روڈ، پشاور

حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی قدس اللہ سرہٗ ماضی قریب میں ایک بہت بابرکت شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں مجمع الخیرات بنایا تھا۔ علم حدیث حضرت مولانا قمرالدین چکڑالوی رحمہ اللہ سے حاصل کیا۔ جو حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری (محشی بخاری) کے شاگرد رشید تھے۔ علم باطن اور اصلاحِ نفس میں سب سے پہلے حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان دامانی قدس روحہٗ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ ان کے وصال کے بعد اپنے استاذِ حدیث حضرت مولانا قمرالدین چکڑالوی کے حکم پر حضرت خواجہ سراج الدین رحمہ اللہ سے بیعت کی۔ اور ان کے پردہ فرما جانے کے بعد رئیس الموحدین حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں والے سے استفادۂ استرشاد کیا اور اجازت سے کامگار ہوئے۔

حضرت والا کے علمی مرتبہ کے بارے میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں کہ ''اگر میں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہٗ سے بیعت نہ ہوگیا ہوتا تو حضرت شیخ موصوف سے ضرور بیعت کر لیتا۔'' نیز علمی خدمات کے حوالے سے فرمایا کہ ''علم حدیث کا چرچا پٹھانوں کے تمام ملکوں میں آپ ہی کی ذات سے ہوا۔''

فاضل جامع مولانا محمد امیر بجلی گھر مدظلہ پشتو زبان کے مشہور ومعروف خطیب اور عالم ہیں۔ زمانۂ طالب علمی میں اپنے پختون ہم جماعتوں کو ان کا والہ وشیدا دیکھا۔ مولانا کی ذات بابرکات اس بے فیض زمانے میں غنیمت کی حیثیت رکھتی ہے جبکہ حدیث مبارکہ ولکن ینتزعہ بقبض العلماء (آخر زمانے میں اللہ علماء کو اٹھا کر دنیا میں علم کو نابود کر دیں گے) کا نقشہ واضح ہے۔

اس کتاب میں ایک دل زندہ دار صوفی، ایک محقق اور صاحبِ نظر عالم دین، ایک باعمل مجاہد اور ایک برکۃ العصر کی مختلف مجالس (پندرہ) کی روداد اور ملفوظاتِ طیبہ کو جمع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب صاحبِ مجالس کی بصیرت وتقویٰ، وسعتِ علمی اور عمق معلومات کا خوبصورت مظہر ہے۔ چند خوشبودار انفاسِ طیبہ پیش خدمت ہیں۔ فرمایا کہ:

۱۔ کسی کی عزت وقدر مال ودولت کے لحاظ سے مت کرو بلکہ علم وفضل اور تقویٰ وپرہیزگاری کے لحاظ سے کرنا چاہیے۔ نیز فرمایا دین کو لوگوں کا تابع مت کرو بلکہ لوگوں کو دین کا تابع کرو۔ (ص ۷)

۲۔ جب تم کسی آدمی میں تین صفات دیکھو تو تم اس کے سچا ہونے اور عارف باللہ ہونے کی گواہی دو۔ پہلی صفت یہ کہ وہ آدمی مال ودولت کو محبوب نہ رکھتا ہو۔ دوسری صفت یہ کہ اس کا دل دو سوکھی روٹیوں پر مطمئن ہو جاتا ہو اور تیسری صفت یہ کہ اس کا دل لوگوں سے جڑا ہوا نہ ہو۔ (جدا ہو)۔ (ص ۲۰)

۳۔ ایک عالم دین نے حضرت شیخ الحدیث سے پوچھا کہ حضرت! اہل اللہ کی صحبت کیوں ضروری ہے۔ کیا کتابیں کافی نہیں ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ آپ صحابی کیوں نہیں ہیں؟ اس نے کہا کہ صحابی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ضروری ہے پھر آپ نے فرمایا کہ آپ تابعی بن جایئے۔ اس نے کہا کہ تابعی کے لیے صحابی کی صحبت کی

ضرورت ہے۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ اچھا تبع تابعی بن جایئے تو اس نے عرض کیا کہ حضرت! اس کے لیے تابعی کی صحبت ضروری ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس عالم نے کہا کہ بس حضرت ہم سمجھ گئے۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد امیر بجلی گھر سے فرمائش کر کے پشتو کے مشہور عارف وشاعر عبدالرحمٰن بابا کے قصائد سماع فرمایا کرتے تھے۔ ان قصائد کا منظوم ترجمہ بھی شامل اشاعت ہے اور نہایت خوبصورت کیا گیا ہے۔ البتہ اس عمدگی سے ترجمہ کرنے والے شاعر کا نام بھی ذکر ہونا چاہیے تھا۔

عمدہ کاغذ پر دیدہ زیب سرورق کے ساتھ خوبصورت اشاعت واقعی کارنامہ ہے۔ حروف خوانی کا معیار اوسط سے بالاتر درجے کا ہے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● **وہ کون آیا؟** (ماہنامہ ''نورعلیٰ نور'' کی اشاعتِ خاص، ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ)

ضخامت: ۳۵۰صفحات　　　قیمت: ۲۵۰روپے

ملنے کا پتا: نورعلیٰ نورا کیڈمی، العریش، پی/ ۵۶۶۔ حضرت علی روڈ، امین ٹاؤن، کینال روڈ فیصل آباد

ماہنامہ ''نورعلیٰ نور''، فیصل آباد کی یہ خصوصی اشاعت سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف گوشوں پر نام ور اہل قلم کے مضامین اور شعراء کے منظوم ہدیۂ عقیدت پر مشتمل ہے۔ مجلّہ ہٰذا کی یہ اشاعتِ خاص برصغیر پاک وہند کے جید علماء کرام، معروف اہل قلم اور ممتاز دانشوروں کے نادر ونایاب مقالوں کو خوبصورت کتابت وطباعت کے ذریعے قارئین تک پہنچانے کی ایک عمدہ کاوش ہے۔ جو مدیر ماہنامہ ''نورعلیٰ نور'' جناب مولانا عبدالرشید انصاری کے ذوقِ طبع کی بھرپور ترجمان ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ ہائے رنگ مضامین پر مبنی یہ مجلّہ قارئین کی علمی تشنگی کی سیرابی اور اُن کی فکری و نظریاتی آبیاری کا خاطر خواہ سامان رکھتا ہے۔ اس مبارک ومقدس فریضہ کی انجام دہی پر ''نورعلیٰ نور'' کے جملہ کارکنان مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (تبصرہ: ڈاکٹر محمد عمر فاروق)

● **اشاریہ ماہنامہ ''شمس الاسلام'' بھیرہ مع فہرست مخطوطات**　　مدوّن: ڈاکٹر انوار احمد بگوی

ضخامت: ۴۲۵صفحات　　قیمت: ۴۵۰روپے　　ناشر: بگویہ عزیزیہ کتب خانہ، حزب الانصار بھیرہ

ماہنامہ ''شمس الاسلام''، بھیرہ ماضی کے دینی جرائد میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ جس کے بانی حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ جیسے نام ور عالم دین تھے۔ یہ جریدہ اب تک پوری آب وتاب سے شائع ہو رہا ہے۔ مدوّن محترم ڈاکٹر انوار احمد بگوی صاحب عمدہ تحقیقی ذوق کے حامل ہیں اور اُن کے قلم سے دیگر کتب کے علاوہ ''تذکارِ بگویہ'' جیسی شاہ کار کتاب دو جلدوں میں تحقیقی و دینی حلقوں سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے محنتِ بسیار کے بعد ''شمس الاسلام'' کا یہ اشاریہ مرتب کیا ہے جو ۱۹۲۰ء سے ۲۰۱۰ء تک ''شمس الاسلام'' میں اشاعت پذیر ہونے والی مضامین ومنظومات، شذرات واطلاعات اور انجمن حزب الانصار اور فوجِ محمدی کی کارروائیوں پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں یہ کتب خانہ بگویہ عزیزیہ میں محفوظ ۲۳۵ قدیم مخطوطات کا انڈیکس تحقیق کے دلدادگان کے لیے دعوتِ فکر کا حامل ہے۔

اشاریہ سازی کی یہ قابل قدر کاوش ہمارے ماضیٔ مرحوم کے سنہری دور کی یاد دلاتا ہے۔ دراصل یہ مختلف اہلِ قلم کے رشحاتِ قلم کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ بیسیوں ممتاز شخصیات کے حالات وکوائف اور جماعتوں کے تذکروں کی

جھلکیاں ہیں۔ جن کے مطالعہ سے ایک تابناک عہد کا خوبصورت نقشہ سامنے آجاتا ہے جو فاضل مدوّن کا مقصود بھی ہے اور وہ اپنے اس مقصد کے حصول میں کامران ٹھہرے ہیں۔ (تبصرہ: ڈاکٹر محمد عمر فاروق)

● **سلسلۂ اسوۂ حسنہ**

ملنے کا پتا: ریجنل دعوۃ سینٹر (سندھ) کراچی (دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد)۔ پی ایس۔ ۱/۵ کے ڈی اے اسکیم ۳۳۔ احسن آباد۔ نزد گلشن معمار۔ کراچی   فون: ۰۲۱۔۳۶۸۸۱۸۶۲   ای میل: rdc11u1@yahoo.com

اللہ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ایک ایک لحہ میں نسلِ انسانی کے لیے فلاح انسان کی تمام ترضرورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں پوری کی جاسکتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیّبہ کے لمحات کو نسلِ انسانی تک پہنچانا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ ریجنل دعوۃ سینٹر (سندھ) کراچی نے اس پر کام شروع کیا ہے۔ اس سال ربیع الاوّل کی مناسبت سے سلسلۂ اسوہ حسنہ کے تحت درج ذیل کتابچے شائع کیے ہیں

۱۔ فہمِ سیرت: پروفیسر سید محمد سلیم
۲۔ اُمّتِ مسلمہ کے مسائل اور ان کا حل سیرت طیّبہ کی روشنی میں: ڈاکٹر محمود احمد غازی
۳۔ عزم وثبات کے کوہِ گراں: ڈاکٹر محمد شیر زمان چشتی
۴۔ نبوی اسلوبِ دعوت: سید فضل الرحمٰن

یہ کتابچے اپنے اندر موضوع کے اعتبار سے اچھا خاصا مواد رکھتے ہیں۔ قاری میں سیرت کو پڑھنے کا ذوق اجاگر ہوتا نظر آتا ہے۔ عام فہم ہیں اور ہر مسلمان کے پڑھنے کے لائق ہیں۔ خصوصاً نئے خطباء، علماء کے لیے بے حد مفید ہوں گے۔ (تبصرہ: مولانا محمد مغیرہ)

❁❁❁

ادارہ

اخبارُالاحرار

برطانیہ میں سیدہ بنتِ امیرِ شریعت کے لیے تعزیتی اجلاس و دعاء مغفرت

مانچسٹر (15/اپریل 2012) امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری کی والدہ، سیدہ ام کفیل کی وفات کی خبر دنیا بھر میں نہایت افسوس اور صدمے کے ساتھ مسلمانوں نے سنی۔ برطانیہ کے مختلف شہروں میں مرحوم کے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کے لیے مجالس منعقد کی جارہی ہیں اور علمائے اہل سنت والجماعت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی، ڈاکٹر محمد زبیر اشرف عثمانی، مفکر اسلام علامہ خالد محمود، مولانا عبدالرشید ربانی، مفتی محمد اسلم، مولانا محمد اسد میاں، مولانا رضاء الحق، قاری تصور الحق، قاری عبدالرشید، مولانا عبدالرحمٰن باوا، مولانا محمد سہیل باوا، مولانا ضیاء المحسن طیب، مولانا امداد الحسن نعمان، قاری امداد اللہ قاسمی، قاری محمد طیب عباسی، مفتی محمد تقی، مولانا محمد اکرم، مولانا جمیل احمد، مولانا اسلام علی شاہ، حکیم اختر الزمان غوری، مولانا اکرام الحق خیری، مولانا جمال بادشاہ گیلانی، مفتی فیض الرحمٰن، مولانا محمد اقبال قادری، حافظ محمد اقبال رنگونی، مولانا محمد ابراہیم خان، مولانا محمد الیاس، حافظ محمد عطاء اللہ، مولانا یونس خان، مفتی عبدالوہاب، مفتی خالد، قاری محمد اسمٰعیل نے مرحومہ کی مغفرت و ترقی درجات اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (18/اپریل) پاکستان شریعت کونسل کے امیر مرکزیہ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی اور ڈپٹی سیکرٹری جنرل قاری جمیل الرحمٰن اختر نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کی صاحبزادی اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کی والدہ ماجدہ کے انتقال پُر ملال پر تعزیت کا اِظہار کرتے ہوئے مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی ہے اپنے تعزیتی بیان میں انہوں نے کہا کہ مرحومہ نے زُہد و تقویٰ کی زندگی گزاری اور اپنی خاندانی روایات کی امین تھیں، انہوں نے ''سیدی وابی'' نامی کتاب میں اپنے عظیم والد کی یادداشتوں اور جیل سے لکھے گئے خطوط کو تاریخی دستاویز کے طور پر اکٹھا کر کے تاریخی ریکارڈ کونسل نو کے لیے محفوظ کر دیا۔

سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس تلہ گنگ

تلہ گنگ (20/اپریل) مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مسجد سیدنا ابوبکر صدیق تلہ گنگ میں منعقدہ ایک روزہ تیسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے مقررین نے اپنے خطابات میں مطالبہ کیا ہے کہ 1974ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی کو جو لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق ہے، سرکاری سطح پر منظر عام پر لائی جائے اور میڈیا کو

جاری کی جائے۔مقررین نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور میں ہونے والے اس تاریخی فیصلے کو سبوتاژ کرنے کے لیے عالمی ایجنڈے کی روشنی میں قادیانی سرگرم عمل ہیں اور میڈیا پر اس کارروائی کو سیاسی فیصلہ کہہ کر متنازع بنانے کی سازشیں ہورہی ہیں۔قوم ایسی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دے گی۔مقررین نے کہا کہ نیٹو سپلائی مکمل تباہی کے مترادف ہے۔کانفرنس صبح 9 بجے سے نمازِ عصر تک جاری رہی اور اس میں مختلف اضلاع سے قافلوں نے بھی شرکت کی۔اس کانفرنس سے انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس کے امیر مرکزیہ مولانا عبدالحفیظ مکی (مکہ مکرمہ) مجلس احراراسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، مجلس احراراسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری عبداللطیف خالد چیمہ، جماعت الدعوۃ ضلع چکوال کے مسئول مولانا محمد اسامہ مجلس احراراسلام راولپنڈی کے سرپرست مولانا حافظ عبدالرحمٰن علوی، مولانا پیر محمد ابوذر، مفتی ناصر، مولانا اسد معاویہ، مولانا محمد نواز جابہ اور مولانا تنویر الحسن نے خطاب کیا۔مولانا عبدالحفیظ مکی نے اپنے خطاب میں کہا کہ پوری دنیا میں قادیانی استعماری ایجنڈے کی تکمیل کے لیے خطرناک سازشوں میں مصروف ہیں، جو قوتیں اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہیں، قادیانی اُن قوتوں کے دوست ہیں اور دوستی کا حق بھی ادا کررہے ہیں۔مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کی عظیم قدرِ مشترک پر ایک ہوجائیں اور غیروں کی غلامی سے نجات کے لیے امریکہ کے مہروں اور قادیانیوں کے تعاقب میں مستعد ہوجائیں۔انہوں نے کہا کہ قادیانیت بے نقاب ہوکر دم توڑ رہی ہے، افریقہ اور یورپ سمیت دنیا بھر میں قادیانیوں کو شرمناک شکست کا سامنا ہے بہت بڑی تعداد میں قادیانی قادیانیت ترک کر کے مسلمان ہورہے ہیں، آنے والے دنوں میں اس حوالے سے مزید خوشخبریاں مسلمانوں کو ملیں گی، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی کوئی فرقہ نہیں بلکہ یہ ایک ایسا خطرناک گروہ ہے کہ جو اپنے کفر کو اسلام کے نام پر متعارف کرواکر مسلمانوں کے حقوق پر شب خون مار رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ ایک طویل دور سے سازشوں کے ذریعے آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کو ختم کروانے کی کوششیں ہورہی ہیں، حکمرانوں، مقتدر حلقوں اور بعض سیاستدانوں کی آشیر باد بھی سازشیوں کو حاصل ہے لیکن عقیدۂ ختم نبوت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت کا نام ہے۔اس عقیدہ کے تحفظ کے لیے صحابہ کرامؓ نے قربانیاں دیں۔شہدائے ختم نبوت 1953ء نے اپنے مقدس خون سے اس تحریک کو استوار کیا، تب جاکر ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور میں مرزائیوں کو قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا، انہوں نے کہا کہ زرداری، نواز شریف اور عمران خان کو اپنی جماعتوں کی صفوں سے قادیانی اور قادیانی نواز عناصر کو نکال باہر کرنا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ ایم کیوایم اور الطاف حسین کو قادیانیوں سے اپنا رشتہ توڑ لینا چاہیے۔انہوں نے کہا کہ بعض چینلز کے اینکر پرسن دین دشمنوں کا راستہ روکنے کی بجائے قادیانیوں کی وکالت کررہے ہیں، این جی اوز اس ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کو منہدم کرنے کے ایجنڈے پر کام کررہی ہیں۔سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ارتداد کا تعاقب کرنا ہمارے ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔قادیانی اکھنڈ بھارت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔بلوچستان کو پاکستان سے علیحدہ کرنے کی بات سب سے پہلے قادیانی سربراہ آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود نے کی تھی جو ریکارڈ پر موجود ہے۔ہر سال 313 قادیانیوں کو قادیان یاترا کے لیے حکومت بھارت کے ویزے جاری کرتی ہے اور قادیانی ہندوستان جاکر پاکستان کے خلاف سازشوں میں شریک ہوتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی ملکی سلامتی سے غداری ہے۔اور جو قوتیں مسلم ریاستوں میں مسلم کشی کے لیے نیٹو سپلائی کے حق میں ہیں۔ان کو اقتدار میں

رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ایسے بے وفاؤں کو امریکہ اور انڈیا چلے جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ نہ تو پاکستان بچانے کی جنگ ہے نہ یہ جنگ مسلمانوں کے تحفظ کی جنگ ہے۔ بلکہ یہ خالص کفر یہ ایجنڈا ہے اور کفر گوادر کی بندرگاہ پر قبضہ کر کے وسط ایشیا تک پہنچنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم شہدائے ختم نبوت کے وارث ہیں اور ہم اس مقدس وراثت کو اگلی نسلوں تک منتقل کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ چناب نگر میں قادیانیوں کے ہاتھوں احمد یوسف نامی قادیانی کا قتل ایک مظلوم کا قتل ہے۔ اس بہیمانہ قتل کے اصل محرکات کو منظر عام پر لائے جائیں۔ کانفرنس میں بالاتفاق منظور کی جانے والی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ مرتد کی شرعی سزا نافذ کیا جائے۔ چناب نگر میں قادیانی تسلط ختم کرایا جائے اور امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کرایا جائے۔ کانفرنس کی ایک قرارداد میں کہا گیا کہ ملک کو کسی سیاستدان کا سونامی نہیں بلکہ اسلام کا نفاذ ہی بچا سکتا ہے کیونکہ یہ خطہ اسلام کے نام پر بنا تھا اور یہ کلمہ طیبہ ہی ہماری دنیوی و اُخروی زندگی کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ کانفرنس میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صاحبزادی اور سید محمد کفیل بخاری کی والدہ ماجدہ کے علاوہ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر مولانا قاضی حمید اللہ خان کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا گیا اور دعاء مغفرت کرائی گئی۔ مجلس احرار اسلام راولپنڈی کا ایک وفد حضرت حافظ عبدالرحمٰن علوی مدظلہٗ کی قیادت میں سید محمد کفیل بخاری سے تعزیت اور کانفرنس میں شرکت کے لیے تلہ گنگ پہنچا۔ جن میں مولانا محمد ابوذر، جناب محمد ناصر، جناب محمد ضیاء الحق، مرزا محمد زبیر، محمود الحسن میر اور دیگر حضرات شامل تھے۔ قبل ازیں صبح 9 بجے مجلس احرار اسلام کے سرخ ہلالی جھنڈے کی تقریب پرچم کشائی ہوئی۔

سالانہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

چناب نگر (31/مارچ) مجلس احرارِ اسلام چناب نگر کے زیر اہتمام 1953ء کے شہیدانِ ختم نبوت کی یاد میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی زیر نگرانی اور پروفیسر خالد شبیر احمد کی صدارت میں چناب نگر کی جامع مسجد احرار میں منعقد ہونے والی سالانہ ''شہداءِ ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ حکمران، لادین سیاستدان اور منہ زور بیوروکریسی قادیانیت جیسے فتنۂ ارتداد کی پُشت پناہی چھوڑ دے اور حکومت 1974ء کی قراردادِ اقلیت اور 1984ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کروائے اور قادیانیوں پر سخت چیک رکھا جائے تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کی تاریخ ملک سے غداری اور دستور پاکستان سے انحراف سے بھری پڑی ہے قادیانی ایک بین الاقوامی دہشت گرد تنظیم ہے جو اختلاف کرنے والے قادیانیوں کو بھی راستے سے ہٹا نے کے لیے قتل کروا رہی ہے انہوں نے کہا کہ چند ماہ پہلے قادیانیوں نے اندر کی بغاوت کو دبانے کے لیے چودھری احمد یوسف کو قتل کیا پولیس اس قتل کے اصل ملزمان کو گرفتار نہیں کر رہی، انہوں نے کہا کہ لندن میں پاکستان ھائی کمشنر واجد شمس الحسن قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی حمائت اور اقلیتوں کے حقوق کی آڑ میں قادیانی سرگرمیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں واجد شمس الحسن کو اپنی پوزیشن فی الفور واضح کرنی چاہیے، انہوں نے کہا کہ جرمنی میں پولیس نے قادیانی جماعت کے سرکردہ افراد کو انسانی سمگلنگ کے الزام میں گرفتار کیا ہے قادیانی جماعت بیرون ممالک قادیانیوں کو اسائلم دلوا کر پاکستان کو بدنام کر رہی ہے وزارت خارجہ اور بیرون ممالک سفارت خانوں کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہیں، انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ایٹمی ودفاعی راز قادیانیوں نے امریکہ

، بھارت اور اسرائیل کو فراہم کیے، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے کہا کہ چناب نگر میں قادیانی راج ہے اور قادیانی تسلط قائم ہے ریاست کے اندر ایک خود ساختہ ریاست قائم ہے مسلمانوں کو تنگ اور ہراساں کیا جارہا ہے اس صورتحال سے اشتعال پیدا ہو رہا ہے اگر صورتحال بگڑی تو ذمہ داری قادیانیوں اور سرکاری انتظامیہ پر ہوگی قانون نافذ کرنے والے اداروں کو نوٹس لینا چاہیے، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے 1953ء کے دس ہزار شہداء نے خون دے کر جناب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منصبِ رسالت کا تحفظ کیا اور ملک کو قادیانی اسٹیٹ بننے سے بچایا، جامع مسجد احرار کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ قرآن وحدیث پوری امت کے لیے حُجت ہے مرزا غلام احمد قادیانی نبی تو کیا وہ شریف انسان بھی کہلوانے کا حق دار نہیں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ امت کو مجلس احرار کے تحفظ ختم نبوت کے شاندار کردار پر فخر ہے قادیانی ارتداد کو روکنے کے لیے شہداءِ ختم نبوت ہمارے لیے مشعل راہ ہیں، جماعت اسلامی کے رہنما سید نوار الحسن شاہ، جامعہ اسلامیہ امدادیہ کے مولانا سیف اللہ خالد، مولانا عابد خان اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کو بطور نظامِ حیات نافذ کیا جائے، کانفرنس کی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ قرارداد مقاصد کی روشنی میں ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ کیا جائے، مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، چناب نگر میں ناکوں کے نام پر مسلمانوں کے لیے عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے اس کا فوری سدباب کیا جائے، چودھری احمد یوسف کے قادیانی قاتلوں ”جن کے نام مقتول اپنی زندگی میں پولیس اتھارٹی کو دے چکے تھے“ کو گرفتار کیا جائے اور پولیس اس کیس میں اپنی غیر جانبداری یقینی بنائے اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ ”چھنی قریشیاں“ سمیت چناب نگر سے سکیورٹی ناکوں کے نام پر قادیانی غنڈہ گردی ختم کرائی جائے اور سکیورٹی کے لیے خدام الاحمدیہ اور قادیانی اراکین پر پابندی لگائی جائے، کانفرنس کی ایک اور قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ ہندومت اور قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرنے والوں کو سرکاری سطح پر تحفظ فراہم کیا جائے۔

تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۷۴ء اور ذوالفقار علی بھٹو کا کردار

چیچہ وطنی (3/ اپریل) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی برسی کے موقع پر ضروری ہے کہ بھٹو مرحوم کے ”تحفظ ختم نبوت“ کے سنہری کردار کو بھی یاد رکھا جائے بھٹو مرحوم کی 33ویں برسی کے موقع پر عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اسمبلی کے فلور پر 7 ستمبر 1974ء کو لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے حوالے سے بھٹو مرحوم کا تاریخی کردار ہمیشہ زندہ رہے گا، انہوں نے کہا کہ 7 ستمبر 1974ء کو قرار دادِ اقلیت کی اسمبلی سے متفقہ منظوری کے بعد بھٹو مرحوم نے آدھ گھنٹے کے قریب جو خطاب کیا وہ بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے، انہوں نے کہا کہ بھٹو مرحوم نے اڈیالہ جیل میں زندگی کے آخری ایامِ اسیری کے دوران ڈیوٹی آفیسر کرنل رفیع الدین سے کہا تھا کہ ”احمدیہ مسئلہ! یہ ایک مسئلہ تھا جس پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا۔ ایک دفعہ کہنے لگے: رفیع! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری ہر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایک بار انہوں

نے کہا کہ قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع الدین! کیا احمدی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مصیبتیں ان کے خلیفہ کی بددعا کا نتیجہ ہیں کہ میں کال کوٹھری میں پڑا ہوں؟ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ہی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ پھر کہنے لگے میں تو بڑا گناہ گار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کر دے۔ بھٹو صاحب کی باتوں سے میں اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انہیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص احساس نہ تھا لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے“ (”بھٹو کے آخری 323 دن“ از کرنل رفیع الدین)...... عبداللطیف خالد چیمہ نے آج کی پیپلز پارٹی سے کہا کہ وہ بھٹو مرحوم کے تحفظ ختم نبوت کے کردار کو فراموش کر چکی ہے اور یہ بھٹو کے عقیدے اور کردار سے انحراف ہے، انہوں نے کہا کہ بھٹو کا یہ کردار متقاضی ہے کہ پیپلز پارٹی قادیانی ریشہ دوانیوں کو سمجھے اور سدباب کرے اور ایوانِ صدر اور وزیراعظم سیکرٹریٹ سے قادیانی عناصر کو نکال باہر کیا جائے۔

سالانہ عظمت قرآن کانفرنس جھنگ

جھنگ (3/ اپریل) مدرسہ فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) کالی مال (جھنگ) کے زیر اہتمام منعقدہ سالانہ ”عظمتِ قرآن کانفرنس“ کے مقررین نے کہا ہے کہ یہ ملک قرآن کے نظام کے نفاذ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، آج تمام مشکلات و مصائب صرف اس وجہ سے ہیں کہ حکمرانوں نے قرآن کریم کے نظام کے نفاذ سے نہ صرف انحراف کیا بلکہ قیام ملک کے مقصد سے غداری کی جا رہی ہے، قاری محمد اصغر عثمانی کی میزبانی اور چودھری محمد یامین کی صدارت میں منعقد ہونے والی کانفرنس سے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، خطیب پاکستان مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء (کمالیہ)، مولانا محمد مغیرہ (چناب نگر)، مولانا ابوایوب قادری (جھنگ)، مولانا منظور احمد (چیچہ وطنی)، حافظ عمر دراز نکیانہ (جھنگ)، مولانا عمر دراز (باغ)، حافظ محمد اکرم احرار (میلسی) اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ اس موقع پر 26 حفاظ کرام کی دستاربندی مولانا ظہور احمد سالک نے کی، عبداللطیف خالد چیمہ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکی تسلط ختم کیے بغیر ملک میں امن و چین کے دعوے غلط ہیں، انہوں نے کہا کہ ماضی بعید اور ماضی قریب کے حکمرانوں اور موجودہ حکومت نے ملک کو مسائل اور کرپشن کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیا انہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں صرف مذہبی طبقات ہی امریکی استعماریت کے سامنے ڈٹے ہوئے ہیں دینی مدارس اور دینی تحریکیں اس ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی محافظ ہیں ،انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا محاذ ہماری ترجیح ہے قادیانی فتنے کی آبیاری حکمران کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس ملک کو زرداری ،نواز شریف یا عمران خان کا سونامی نہیں بلکہ قرآن کا نظام اور اسلام کا نفاذ بچا سکتا ہے، مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء نے کہا کہ ہم سچے توحیدی جذبے سے کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں، اہل حق نے رخصت کا نہیں عزیمت کا راستہ اختیار کر کے دین کی حفاظت کی، شرک اور بدعت کے خاتمے سے عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھوٹتا ہے، انہوں نے کہا کہ دینی مدارس امن و آشتی کے مراکز ہیں ان پر دہشت گردی کا الزام لگانے والے بین الاقوامی دہشت گرد ہیں، انہوں نے کہا کہ بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جبکہ موجودہ پیپلز پارٹی قادیانی فتنے کو پرموٹ کر رہی ہے، مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ دینی مدارس حق چھپاتے نہیں بلکہ بتاتے ہیں اور مدارس حق کے سر

چشمے ہیں، مدارس اور مساجد پر پابندیاں لگانے والے کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے، بعدازاں جامع مسجد معاویہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں احرار کارکنوں اور صحافیوں سے ملاقات میں عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ نیٹو سپلائی مشروط ہو یا غیر مشروط ملکی سلامتی کے لیے زہر قاتل ہے، انہوں نے کہا کہ امریکہ اور بھارت دفاع پاکستان کونسل کی عوامی رابطہ مہم سے خوف زدہ ہوگیا ہے، حافظ محمد سعید اور حافظ عبدالرحمٰن مکی کے سر کی قیمت لگانے والے یاد رکھیں کہ موت برحق ہے اور اس کا ایک وقت متعین ہے، انہوں نے کہا کہ حکومتی اتحاد دراصل امریکی و صہیونی اتحاد ہے، مسلمانوں کو بیدار ہوکر مزاحمت کا کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوجانا چاہیے۔

احرار......پاکستان کی ضرورت ہے (حافظ حسین احمد)

چیچہ وطنی (6/اپریل) جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما حافظ حسین احمد نے کہا ہے کہ جب یہ خطہ دارالکفر تھا تو ''احرارِ اسلام'' کی ضرورت تھی آج کے حالات میں ''احرارِ پاکستان'' کی ضرورت ہے دینی قوتوں کا اتحاد ناگزیر ہوگیا ہے عالم کفر دنیا میں صرف دینی قوتوں سے ہی خوف زدہ ہے وہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات کے بعد دفتر احرار جامع مسجد چیچہ وطنی میں علماء کرام اور دینی کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کررہے تھے، دفتر احرار پہنچنے پر ان کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا اِس موقع پر خطاب کرتے ہوئے عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام اور مجلس احرارِ اسلام نے سامراج اور استعمار دشمنی میں منفرد کردار ادا کیا ہے، امریکی استبداد کے خلاف آج پھر اُسی کردار کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے حافظ حسین احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایم ایم اے بحال تو ہے لیکن کچھ حصہ پارلیمنٹ کے اندر اور کچھ باہر!... انہوں نے کہا کہ جہاں سے جانا ہوتا ہے وہاں سپلائی کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہاں سپلائی بند کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، افغانستان سے جانے والوں کے لیے نیٹو سپلائی منقطع کرنے کی ضرورت ہے اور جو نیٹو سپلائی کے حق میں ہیں وہ ''خودکشی'' کا ارادہ رکھتے ہیں، انہوں نے کہا کہ 13 کا ہندسہ امریکہ کے لیے منحوس ثابت ہوگا امریکہ اور عالم کفر 2013ء میں بدترین شکست سے دوچار ہوگا، قبل ازیں حافظ حسین احمد اور عبداللطیف خالد چیمہ نے ملاقات میں اس بات پر اتفاق کیا کہ دینی جماعتوں کو مشترکہ جدو جہد کی طرف بڑھنا چاہیے حافظ حسین احمد نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں مجلس احرارِ اسلام کے تاریخی کردار اور موجودہ جدوجہد کی تعریف و تحسین کی، اِس موقع پر جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید تونسوی، مولانا محمد اسماعیل قطری، چودھری ضیاء الحق، حافظ حبیب اللہ چیمہ، پیر انیس الرحمٰن مجلس احرارِ اسلام کے رہنما محمد ارشد چوہان، رانا قمر الاسلام، حافظ حبیب اللہ رشیدی سمیت متعدد علماء کرام اور دینی رہنماؤں کے علاوہ تحریک طلباء اسلام کے کارکن بھی موجود تھے۔

مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہٗ، شیخ عبدالحفیظ مکی اور مولانا محمد شاہد کی دارِ بنی ہاشم آمد

ملتان (۱۰/اپریل) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند و جانشین حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی گزشتہ دنوں تبلیغی دورے پر بھارت سے پاکستان تشریف لائے۔ پاکستان کے مختلف دینی مدارس میں بھی گئے اور علماء و طلباء سے خطاب کیا۔ ۱۰/اپریل ۲۰۱۲ء کی شام مولانا اپنے وفد کے ہمراہ ملتان تشریف لائے اور ایک روحانی اجتماع میں شرکت و خطاب کے بعد ابنائے امیر شریعت سے ملاقات کے لیے دارِ بنی ہاشم میں وُرود فرمایا۔ آپ کے بھانجے حضرت مولانا محمد شاہد مدظلہٗ، فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکّی اور سہارن پور کے علماء اور دیگر معزز حضرات آپ کے ہمراہ

تھے۔ ابناء امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہٗ اور مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اور پروفیسر سید محمد وکیل شاہ صاحب مدظلہٗ نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کچھ دیر مدرسہ معمورہ، دارِبنی ہاشم میں ٹھہرے۔ سید محمد کفیل بخاری، سید محمد معاویہ بخاری، سید عطاء اللہ بخاری، سید عطاء المنان بخاری، سید صبیح الحسن ہمدانی، مدرسہ معمورہ کے اساتذہ وطلباء، مجلس احرارِ اسلام ملتان کے کارکنان اور شہریوں کی بڑی تعداد اس موقع پر موجود تھی۔ ابناء امیر شریعت نے باہمی دلچسپی کے امور پر اُن سے تبادلۂ خیال کیا بعدازاں مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہٗ اپنے وفد کے ہمراہ بہاول پور روانہ ہوگئے۔

مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے قومی سلامتی کمیٹی کے اجلاس کا بائیکاٹ

حافظ محمد سعید اور عبدالرحمٰن مکّی کے سروں کی قیمت

ساہیوال (10 /اپریل) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ نیٹو سپلائی کے حوالے سے قومی سلامتی کمیٹی کے اجلاس کا جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کی طرف سے بائیکاٹ خوش آئند ہے اور اس سے دفاعِ پاکستان کونسل کے موٴقف کی تائید بھی ہوتی ہے، جس کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں وہ جماعت الدعوۃ کے زیراہتمام ساہیوال میں ''دفاع اسلام کانفرنس'' میں شرکت کے بعد جامع مسجد نور ساہیوال میں علماء کرام اور دینی کارکنوں سے گفتگو کر رہے تھے ، اس موقع پر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے رہنما قاری منظور احمد طاہر، قاری بشیر احمد، قاری عتیق الرحمٰن، جمعیت علماء اسلام کے ضلعی ناظم قاری سعید ابن شہید، مجلس احرارِ اسلام کے رہنما محمد ارشد چوہان اور دیگر حضرات بھی موجود تھے، انہوں نے کہا کہ تین ماہ پہلے نیٹو سپلائی کو ملکی مفاد میں بند کرنے والے اب کس منہ سے نیٹو سپلائی بحال کرنے کے لیے مُضطرب و پریشان ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی کی بحالی خودکشی کے مترادف ہے اور پوری قوم اِسے مسترد کر چکی ہے، انہوں نے کہا کہ حافظ محمد سعید اور پروفیسر عبدالرحمٰن مکی کے سر کی قیمت لگانے والے احمقوں کی دوزخ میں رہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت اسلام و وطن دشمنی میں نئے ریکارڈ قائم کر رہی ہے، یہ ملک اسلام کے نفاذ کے نام پر بنا تھا اس کو کوئی سونامی نہیں بچا سکتا صرف اور صرف اسلام کا نفاذ ہی اس کو بچا سکتا ہے، انہوں نے کہا کہ اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے اور کچھ قوتیں اکھنڈ بھارت کے لیے راہ ہموار کر رہی ہیں۔

شیخ الحدیث سیمینار کی کامیابی پر مبارک باد

اسلام آباد (16 /اپریل) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر سید محمد کفیل بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے دارالعلوم زکریا میں تاریخی ''شیخ الحدیث سیمینار'' منعقد کرنے پر منتظمین کو ہدیہ تبریک پیش کیا ہے، اپنے بیان میں مجلس کی قیادت نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ جلیلہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ اُن کی تعلیمات کے ذریعے لاکھوں اِنسانوں کا عقیدہ وعمل درست ہوا جو اُن کا صدقہ جاریہ ہے حضرت شیخ الحدیث کے جانشین مولانا محمد طلحہ کاندھلوی کی پاکستان تشریف آوری کے موقع پر حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی، حضرت پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی اور منتظمین سیمینار اس مبارک اجتماع پر حقیقی مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث کے خلفاء ومتوسلین کو اجرِ عظیم عطا فرمائیں (امین)

مولانا قاضی حمید اللہ کے انتقال پر تعزیت

لاہور (19 /اپریل) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر سید محمد کفیل

بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس اور قاری محمد یوسف احرار نے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر قاضی حمیداللہ خان کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی دینی و ملی خدمات اور مجاہدانہ کردار کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے، اپنے تعزیتی بیان میں مجلس احرارِ اسلام کی قیادت نے کہا ہے کہ قاضی حمیداللہ خان کی تعلیمی و تحریکی خدمات کو تا دیر یاد رکھا جائے گا، انہوں نے جمعیت علماء اسلام کی قیادت اور مرحوم کے لواحقین سے افسوس و ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

چیچہ وطنی (19/ اپریل) جمعیت علماء اسلام، مجلس احرارِ اسلام اور تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید تونسوی، عبداللطیف خالد چیمہ، قاری سعید بن شہید، مولانا کلیم اللہ رشیدی، مولانا محمد اسماعیل، حافظ حبیب اللہ چیمہ، مولانا منظور احمد، حافظ عابد مسعود ڈوگر، مولانا صفدر عباس، قاری منظور احمد طاہر، مولانا عبدالباسط، قاری عتیق الرحمان، قاری بشیر احمد، پیر جی عزیز الرحمٰن، حاجی محمد یعقوب، حافظ حبیب اللہ گجر، رانا احمد نواز، مولانا حبیب اللہ، مولانا ظہور احمد، مولانا یٰسین اور مولانا غلام حسن سمیت ضلع ساہیوال کے بیسیوں علماء کرام اور دینی شخصیات نے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر مولانا قاضی حمیداللہ خان کے انتقال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ قاضی حمیداللہ خان نہ صرف ایک سیاسی رہنما تھے بلکہ ملک کے نامور جید علماء کرام میں ان کا شمار ہوتا تھا علوم دینیہ میں ان کے ہزاروں شاگردان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، علاوہ ازیں ضلع ساہیوال کے دینی مدارس میں قاضی حمیداللہ خان کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام بھی کیا گیا۔

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی کی جامعہ رشیدیہ ساہی وال آمد

ساہیوال (19/اپریل) برصغیر پاک و ہند کے ممتاز عالم دین اور عالمی تبلیغی جماعت کے سابق امیر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے دارالعلوم دیوبند اور جامعہ مظاہر العلوم (سہارن پور ہندوستان) کے سرپرست کے علاوہ ہندوستانی تبلیغی جماعت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد طلحہ (انڈیا) نے کہا کہ تبلیغ، تعلیم، تزکیہ یہ سب دین کے کام ہیں میں آنے والے تمام لوگوں سے یہی کہوں گا کہ وہ ان شعبوں میں خوب محنت سے کام کریں وہ گزشتہ روز جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں سینکڑوں علماء کی موجودگی میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ دین کے تمام شعبوں میں یکساں محنت کی ضرورت ہے اور یہی سبق ہمارے اکابر نے ہمیں دیا ہے انہوں نے کہا کہ اسلام امن اور سلامتی کی تعلیم دیتا ہے پوری دنیا میں اسلام جیسا امن پسند کوئی بھی مذہب نہیں ہے جو قوتیں اسلام کو دہشت گردی یا انسان دشمنی کی شکل دینا چاہتی ہیں وہ درحقیقت نبی آخرالزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن سے خوف زدہ ہو کر مسلمانوں کو بدنام کرنے کی سازش ہے انہوں نے کہا کہ تبلیغی جماعت عدم تشدد اور پُرامن جدوجہد کے ذریعے پوری دنیا میں محنت کر رہی ہے جس کے اثرات اقوامِ عالم پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، ہم نے ہمیشہ امن کا پرچم تھاما ہے اور اسی امن کے پرچم کے ساتھ اپنی جدوجہد پوری دنیا میں جاری رکھیں گے۔

مولانا محمد مغیرہ کی دفتر احرار چیچہ وطنی آمد

چیچہ وطنی (24-اپریل) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم اور جامع مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ 23-اپریل کو چیچہ وطنی تشریف لائے اور جماعتی امور پر جماعت کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ضروری مشاورت کی

وہ حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید کے بھانجے رانا عبدالرؤف کے سانحۂ انتقال پر تعزیت کے لیے عبداللطیف خالد چیمہ کے ہمراہ چک 11-7 آر گئے انھوں نے 24۔اپریل کو نماز فجر کے بعد مرکزی مسجد عثمانیہ میں درس قرآن کریم بھی دیا۔

میڈیا واچ، وقت کی ضرورت

راولپنڈی (وقاص سعید) میڈیا اور صف بندی کے حوالے سے کام کی ضرورت بے حد بڑھتی جارہی ہے، کہاں کیا اور کیسے کرنا چاہیے؟.. یہ سوال کتنی اہمیت کا حامل ہے؟... اور اس کا جواب کیا ہونا چاہیے؟.. میں خود اِنہی سوچوں میں گم رہتا ہوں۔ دارالعلوم کراچی سے فراغت کے بعد میں اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں قانون کی تعلیم کے لیے داخل ہوا تو یہاں کے ماحول نے معتدل تنوع بڑھا دیا میرے محترم، جناب عبداللطیف خالد چیمہ کے توسط سے روزنامہ ''امت'' (راولپنڈی) کے ایگزیکٹو ایڈیٹر جناب سیف اللہ خالد سے اکثر رابطہ رہتا ہے، مجھے یہ تو معلوم تھا کہ ہر چند ماہ کے بعد یہ حضرات چند دیگر ساتھیوں کے ہمراہ ایک غیر رسمی میٹنگ کرکے ''تحفظ ختم نبوت'' جیسے محاذ کے حوالے سے سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور ہلکے پھلکے ماحول میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ ذرائع ابلاغ میں چھپنے یا نشر ہونے والے مواد کا جائزہ لیتے ہیں لیکن اِن حضرات کی اِسی قسم کی میٹنگ میں پورے ادب کے ساتھ میں 21۔اپریل ہفتہ کو شریک ہوا، نماز مغرب کے بعد جناب سیف اللہ خالد کی میزبانی اور جناب عبداللطیف خالد چیمہ کی صدارت میں یہ مختصر مگر بامقصد اجلاس مولانا عبدالقدوس محمدی کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا اور اس میں جناب رعائت اللہ فاروقی اور جناب فیصل جاوید کے علاوہ جناب صبوق سید بھی تشریف فرما تھے، نظریاتی و فکری طور پر ان منجھی ہوئی شخصیات نے ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جس طرح سابقہ کارروائی کا جائزہ لیا اور اپنے اہداف بارے جو مشاورت کی میں نے دماغ کی ٹیپ میں اس کو محفوظ کر لیا تو میرا احساس اِس یقین میں تبدیل ہو گیا کہ اگر ہم پُر جوش نعروں اور جلسوں کے ساتھ ساتھ اِس نہج پر بھی سوچنا شروع کردیں تو ان شاءاللہ تعالیٰ مایوسی کم ہو سکتی ہے اور ہم بہتر طور پر اپنے اہداف کی طرف بڑھ سکتے ہیں، اس میٹنگ کے اختتام پر کھانے کے وقت میں، کچھ مزید حضرات تشریف لائے اور میں نے خوب استفادہ کیا، مجھے محسوس ہوا کہ میں کسی ''تربیت گاہ'' میں بیٹھا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائیں اور اِن حضرات کی سعی کو قبولیت سے نوازیں (امین) اگلے روز جناب عبداللطیف خالد چیمہ کے ہمراہ، ہم نے احرار کے مقامی امیر جناب چودھری خادم حسین کے ہاں ناشتہ کیا بعد ازاں خالد کھوکھر کی اہلیہ مرحومہ اور جماعت کے قدیم کارکن فیض الحسن فیضی ایڈووکیٹ کے انتقال پر تعزیت کے لیے لواحقین کے گھروں پر تشریف لے گئے بعد ازاں وہ عازم سفر ہوئے قبل ازیں محترم شکیل عثمانی نے بھی چیمہ صاحب سے ملاقات کی۔

مجلس احرار اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد جاری رکھے گی (سید عطاء المہیمن بخاری)

کلورکوٹ (نامہ نگار) کلورکوٹ میں گزشتہ روز نویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس مدرسہ اسلامیہ نور ہدایت کلور کوٹ میں منعقد ہوئی جس سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے تین مقاصد ہیں۔ پاکستان میں نفاذ شریعت یعنی اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام اور دوسرا مقصد قیامت تک ختم نبوت کا تحفظ کرنا اور قادیانیوں کا محاسبہ کرنا اور تیسرا مقصد اللہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنا سب کچھ قربان کر دینا۔ مزید کہا کہ اس وقت پوری دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ شیطان ہے جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو

بے دردی سے قتل کرنا اپنا معمول بنایا ہوا ہے اور ہم افغان جہاد فلسطین کشمیر سمیت جہاں پر مسلمانوں پر ظلم ہوا مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ جلسہ میں ضلع بھر کے ہزاروں افراد نے شرکت کی اور جلسہ نگران حافظ محمد سالم کو کامیاب جلسہ کرانے پر مبارکباد پیش کی۔ (روزنامہ ''اسلام'' ملتان، ۲۴/اپریل ۲۰۱۲ء)

انتخاب مجلس احرارِاسلام مانسہرہ (صوبہ خیبر پختون خواہ)

۳۰/مارچ ۲۰۱۲ء، ۳ بجے سہ پہر بہ صدارت شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی (نمائندہ مرکز) معاونین احرار کا اجلاس منعقد ہوا۔ عزیزم شکیل احمد صاحب کی تلاوت کلام پاک سے کارروائی کا آغاز ہوا، احباب کے فارم رکنیت پُر کیے گئے اور اتفاقِ رائے سے درج ذیل عہدے داران کا چناؤ ہوا:

امیر: محمد شکیل ولد بشیر احمد　　　ناظم: اختر زماں ولد خان بہادر

ناظم نشر اشاعت: عمیر احمد ولد بشیر احمد

مقامی مجلسِ شوریٰ: سلطان گوہر ولد گوہر امان، محمد نوید ولد محمد تنویر، ناصر سرفراز ولد سرفراز احمد خان، عدنان الرحمٰن ولد عبدالرحمٰن

۞۞۞

دعائے صحت

☆ حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری مدظلہٗ اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کے ماموں زاد سید محمد اطہر بخاری شدید علیل ہیں اور فالج کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔

☆ ہمارے کرم فرما شیخ محمد بلال صاحب (اندرون حرم گیٹ ملتان) علیل ہیں۔

☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق طالب علم طاہر نثار صاحب کی ہمشیر شدید بیمار ہیں۔

احباب وقارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے

ماہانہ مجلس ذکرواصلاحی بیان

31 مئی 2012ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

ادارہ

مسافرانِ آخرت

بنتِ امیر شریعت سیدہ اُم کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا انتقال کر گئیں

ملتان (۱۴/اپریل ۲۰۱۲ء) تحریک آزادی کے رہنما اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے قائد حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کی والدہ ماجدہ، پروفیسر سید محمد وکیل شاہ صاحب کی اہلیہ، سید عطاء المومن بخاری اور سید عطاء المہیمن بخاری کی بڑی ہمشیر (جو جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب دارِ بنی ہاشم ملتان میں انتقال کر گئی تھیں) کو ہفتہ کی سہ پہر احاطۂ بنی ہاشم جلال باقری قبرستان، ملتان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

مرحومہ کی نماز جنازہ باغ لانگے خان ملتان میں ادا کی گئی جو قائد احرار ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری، پروفیسر سید محمد وکیل شاہ، سید محمد کفیل بخاری، سید محمد معاویہ بخاری، سید محمد مغیرہ بخاری، سید عطاء اللہ بخاری، سید عطاء المنان بخاری، سید صبیح الحسن ہمدانی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا عزیز احمد بہلوی (شجاع آباد)، جامعہ خیر المدارس ملتان کے ناظم اعلیٰ مولانا نجم الحق، جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مہتمم وشیخ الحدیث مولانا محمد اکبر، استاذ الحدیث مولانا محمد یٰسین، مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی رہنماؤں قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، ملک محمد یوسف، صوفی غلام رسول نیازی، حافظ محمد عابد مسعود، مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی سمیت ممتاز علماء کرام، شیوخ الحدیث، دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کے علاوہ ملک بھر سے مجلس احرار اسلام، تحریک تحفظ ختم نبوت اور تحریک طلباء اسلام کے کارکنوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

مولانا محمد طلحہ کاندھلوی (بھارت)، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین مولانا خواجہ خلیل احمد، مولانا عبدالحفیظ مکی (مکہ مکرمہ)، جناب محمد رفیق تارڑ (سابق صدرِ مملکت پاکستان)، مولانا محمد صدیق (شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)، مولانا محمد یٰسین، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ پاکستان کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری (ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت)، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی، محمد علی صدیقی (مبلغ ختم نبوت سندھ)، اہل سنت والجماعت پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، معروف کالم نگار عطاء الحق قاسمی، ادیب وافسانہ نگار جناب حامد سراج (کندیاں شریف)، معروف شاعر، نقاد، ماہر تعلیم اور ماہر اقبالیات جناب ڈاکٹر اسلم انصاری، معروف افسانہ نگار، نقاد جناب جاوید اختر بھٹی، آغا شورش کاشمیری مرحوم کے فرزند جناب مسعود شورش، جناب مختار پارس، معروف صحافی جناب خالد مسعود خان، مفتی ہارون مطیع اللہ (کراچی)، شفیع الرحمٰن احرار، مولانا احتشام الحق احرار، مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، قاری شیر علی، مولانا محمد احمد حافظ (روزنامہ اسلام) اور دیگر متعدد حضرات نے سید محمد کفیل بخاری سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کے لیے بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔ ختم نبوت اکیڈمی لندن کی

ڈائریکٹر عبدالرحمٰن یعقوب باوا، مولانا سہیل باوا، مجلس احرار اسلام برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد، محمد اکرم راہی، محمد اشرف (گلاسگو)، مجلس احرار اسلام جرمنی کے امیر سید منیر احمد شاہ بخاری، اور محمد اسلم علی پوری (ڈنمارک) نے اپنے تعزیتی پیغامات میں لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبد اللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ مرحومہ اعلیٰ علمی و دینی ذوق کی حامل ممتاز خاتون تھیں اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ، تحریک آزادی، تحریک ختم نبوت اور اکابر احرار کی یادداشتوں کا انسائیکلوپیڈیا تھیں۔ انہوں نے ''سیدی وابی'' کے نام سے حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات، جیل سے لکھے گئے خطوط اور یادداشتوں کو اکٹھا کیا جس کو دنیا بھر میں شہرت ملی۔

☆**مولانا محمد طلحہ کاندھلوی کی ہمشیر کا انتقال:** حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی اور مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہٗ کی ہمشیر ۲۷/اپریل کو بھارت میں انتقال کر گئیں، اُن کی نماز جنازہ مولانا محمد طلحہ کاندھلوی نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرما کر اعلیٰ علّیین میں جگہ عطا فرمائے۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ نے خاندانِ امیر شریعت اور مجلس احرارِ اسلام کے رہنماؤں اور کارکنوں کی طرف مولانا محمد طلحہ سے اظہارِ تعزیت کیا ہے اور مرحومہ کے لیے دعاء مغفرت کی ہے۔

☆**جناب فیض الحسن فیضی رحمۃ اللہ علیہ:** مجلس احرارِ اسلام راولپنڈی کے سابق صدر اور مرکزی مجلس شوریٰ کے سابق رکن جناب فیض الحسن فیضی ایڈووکیٹ ۱۴۳۳ھ، ۷/اپریل ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ رات کو راولپنڈی میں انتقال کر گئے۔ مرحوم بہت ہی مخلص کارکن تھے۔ راولپنڈی میں احیاء احرار میں اُن کا کردار ناقابلِ فراموش ہے۔ وہ اکابر احرار کے میزبان تھے اور نہایت اور نہایت فیاضی سے اُن کی خدمت کرتے تھے۔ مرحوم، مجلس احرارِ اسلام تلہ گنگ کے سابق امیر اور سابق رکن مرکزی مجلس شوریٰ رفیق غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے فرزند تھے۔ جناب غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیرِ شریعت اور مولانا محمد گل شیر شہیدؒ کے مخلص اور وفادار رفقاء میں سے تھے۔ وہ بھی تازیست مجلس احرارِ اسلام سے وابستہ رہے اور یہ عرصہ تقریباً ستر سال پر محیط ہے۔ فیضی صاحب مرحوم اپنے والد مرحوم کے کردار کے امین تھے اور تازیست اسے نبھاتے رہے۔ پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہے اور اسی حالت میں روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فیضی صاحب مرحوم، مجلس احرارِ اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن ممتاز احرار مصنف جناب ڈاکٹر محمد عمر فاروق (تلہ گنگ) کے ماموں زاد تھے۔ اُن کے پسماندگان میں ایک بیوہ، تین بیٹے وجیہ الحسن، محمد ابوذر حسن اور محمد معاویہ حسن۔ ۸/اپریل کو صبح نو بجے ریس کورس گراؤنڈ میں نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب نے شرکت کی۔ مجلس احرارِ اسلام کے امیر مرکزیہ حضرت سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے فیضی صاحب مرحوم کے فرزندوں اور جناب ڈاکٹر محمد عمر فاروق سے فون پر اظہارِ تعزیت کیا اور مدرسہ معمورہ ملتان میں ختم قرآن کر کے مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول، درجات بلند اور اُن کے تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

☆**مولانا قاضی حمید اللہ خان رحمتہ اللہ علیہ:** جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر اور جامعہ مظاہر العلوم گوجرانوالہ کے مہتمم مولانا قاضی حمید اللہ خان ۱۸/اپریل کو انتقال کر گئے۔ مولانا نے بھرپور زندگی گزاری۔ وہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ ایک طرف سیکڑوں طالبانِ علم نے اُن سے علمِ حدیث حاصل کیا تو دوسری طرف سیاسی محاذ پر بے دینوں کی سرکوبی اور تعاقب میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ جنرل پرویز مشرف کے دور میں وہ قومی اسمبلی کے رکن بھی رہے اور انھوں نے

گوجرانوالہ میں میراتھن ریس کے خلاف نہ صرف بھرپور احتجاج کیا بلکہ پوری قوت سے اس بے حیائی اور فحاشی کے شو کو روکا۔ امر بالمعروف کو طاقت سے روک کر حکمِ قرآنی پر عمل کیا اور جیل میں قید ہو کر سنتِ یوسفی بھی ادا کی۔ حق تعالیٰ اُن کے حسنات قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

☆ **مولانا عطاء الرحمٰن شہید رحمتہ اللہ علیہ:** جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے استاذِ حدیث راولپنڈی ہوائی حادثہ میں ۲۰/اپریل کو شہید ہو گئے۔ اس حادثہ میں ۱۲۷ مسافر سوار تھے جو سب کے سب شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے۔ مولانا عطاء الرحمٰن کی شہادت سے ہم ایک جید عالم دین سے محروم ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اُن کا فیض جاری رکھے اور اُن کے شاگردوں کو اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بنا دے۔ (آمین)

☆ **ملک فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ:** مجلس احرار اسلام جتوئی (بڑی بستی ارائیں) کے قدیم مخلص و معاون جناب ملک فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ ۱۰/فروری ۲۰۱۲ء کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے والد بابا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے رفقاء میں سے تھے۔ احرار کے وفادار وفدا کار تھے۔ طویل عمر پائی مگر احرار کو چھوڑا نہ خانوادۂ امیر شریعت کو۔ عجیب مثالی کارکن تھے۔ ملک فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے والد مرحوم کی روایت کو قائم رکھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے (آمین)

☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے استاذ مولانا فیصل متین سرگانہ کے خالہ زاد بھائی سہیل احمد سرگانہ، انتقال ۲۹/مارچ ۲۰۱۲ء

☆ مولوی محمد وقاص سعید کے تایا زاد بھائی محمد عادل انور چک نمبر 1411-L چیچہ وطنی ۱۰ اپریل انتقال

☆ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے سابق صدر مرحوم خان محمد افضل کے بھائی اور محمد زاہد خان کے والد گرامی محمد اسلم خان چک نمبر L-1511 چیچہ وطنی ۱۴/اپریل کو انتقال کر گئے

☆ ممتاز محقق ومصنف جناب بشیر احمد (راولپنڈی) کے بھائی عبدالرشید ۱۶/اپریل کو انتقال فرما گئے۔

☆ مجلس احرار اسلام جلا لپور کے کارکن عبدالرحمٰن جامی کی دادی صاحبہ ۱۸/اپریل کو انتقال فرما گئیں۔

☆ جناب رشید احمد حقانی کے چچازاد اور مولانا محمد اسحاق جامعہ یوسفیہ کوئٹہ کے مہتمم کے صاحبزادہ درجہ متوسطہ کے طالب علم ثناء اللہ اپنے مدرسہ کی دیوار سے گر کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

☆ قبولہ (عارف والا) کے چک نمبر ای بی ۱۴۱ میں ہمارے عزیز اور نقیبِ ختمِ نبوت کے قاری حافظ محمد اشرف کے والد گرامی فیض محمد ہنجرا ۲۳/اپریل کو انتقال فرما گئے۔

☆ چیچہ وطنی کے چک نمبر 7R/111 میں حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید کے بھانجے رانا عبدالرؤف ۲۲/اپریل کو انتقال فرما گئے

☆ محترم جناب پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی کی معصوم پوتی ۲۳/اپریل ۲۰۱۲ء کو انتقال کر گئی۔

☆ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ کے بھانجے مولانا حبیب اللہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔

☆ پروفیسر محمد الیاس میراں پوری کے خالہ زاد محمد ظفر اقبال مرحوم ۱۲/اپریل ۲۰۱۲ء بروز جمعرات ایک ٹریفک حادثے میں انتقال کر گئے

☆ عبدالرحمٰن جامی نقشبندی (مجلس احرار اسلام جلال پور پیر والا کے رہنما) کی دادی، حافظ محمد محسن نقشبندی کی والدہ مرحومہ

☆ حافظ محمد انس رحمہ اللہ: حضرت مولانا قاری سیف الدین مدظلہ (مقیم مکہ مکرمہ) کے جواں سال پوتے اور جناب قاری محمد عمار کے سب سے بڑے فرزند حافظ محمد انس ۲۵/اپریل کو انتقال کر گئے۔ مرحوم ایک صالح نوجوان تھے۔ سڑک کے ایک

حادثے میں زخمی ہوئے اور جاں بر نہ ہو سکے۔ اُن کی نمازِ جنازہ حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے پڑھائی۔ مرحوم، مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم کے متعلم بھی رہے اور ہمسائے بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام خاندان کو اس عظیم صدمہ پر صبر عطا فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)

☆ مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے کے ضلعی صدر حافظ محمد اشرف صاحب کی جواں سال بھانجی، انتقال: ۲۵/ اپریل ۲۰۱۲ء

☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے سابقہ طالب علم حافظ طاہر نثار کے بڑے بھائی جناب طارق نثار، انتقال: ۲۲/ اپریل ۲۰۱۲ء

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے، لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)

بنت امیر شریعت سیدہ اُمّ کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا کے انتقال پر تعزیت کے لیے تشریف لانے والے حضرات

☆ **خانقاہ سراجیہ:** حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہٗ (خانقاہ سراجیہ کندیاں)

☆ **مرکز سراجیہ لاہور:** حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد مدظلہٗ (مرکز سراجیہ لاہور)

☆ **عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت:** حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہٗ

☆ **جمعیت علماء اسلام:** جناب حافظ حسین احمد (کوئٹہ) سید خورشید عباس گردیزی، ڈاکٹر محمد عارف، قاری عبد الرؤف (ملتان) جناب عبد الرزاق (ساہی وال) مفتی محمد عثمان (چیچہ وطنی)

☆ **اہلِ سنّت والجماعت:** ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، انجینئر اشفاق احمد

☆ **تنظیم اہلِ سنت پاکستان:** مولانا عبد الجبار تونسوی، مولانا محمد عارف سیال، مولانا محمد شفیع مظفر گڑھی، مولانا محمد اسمٰعیل انقلابی

☆ **جماعتِ اسلامی:** ڈاکٹر سید وسیم اختر (منصورہ لاہور)، جناب خورشید احمد کانجو، راؤ محمد ظفر اقبال، کنور محمد صدیق (ملتان)

☆ **تحریکِ انصاف:** نواب زادہ منصور احمد خان، نواب زادہ سلطان احمد خان (خان گڑھ)

☆ **علماء کرام:** حضرت مفتی محمد اسحٰق مدظلہٗ، مولانا نجم الحق جالندھری، حضرت مولانا منظور احمد مدظلہٗ، جناب مفتی محمد عبد اللہ، مولانا محمد ازہر، مولانا محمد عابد، مفتی عبد الحکیم، مولانا میمون احمد جالندھری، مولانا عبد المنّان۔ (جامعہ خیر المدارس ملتان) مفتی محمد نعیم مدظلہٗ، مولانا سیف اللہ ربانی (جامعہ بنوریہ کراچی)، مولانا محمد ظفر قاسم مدظلہٗ جامعہ خالد بن ولید (ٹھینگی، وہاڑی)، مولانا محمد زاہد (جامعہ عثمانیہ، شورکوٹ)، مولانا زبیر احمد صدیقی (جامعہ فاروقیہ، شجاع آباد)، مولانا محمد طیّب مدظلہٗ (جامعہ امدادیہ فیصل آباد)، حضرت مولانا قاضی محمد ارشد الحسینی (مدنی مسجد اٹک)، مولانا محمد عبد اللہ ابن حضرت مولانا عبد الواحد مدظلہٗ (جامعہ حمّادیہ کراچی)، مولانا غلام محمود انور، قاری سعید احمد عثمانی (اوکاڑہ)، قاری سعید بن قاری بشیر احمد حبیب شہید (جامعہ رشیدیہ ساہی وال)، مولانا عبد الباسط جامع مسجد عیدگاہ (ساہی وال)، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اکبر مدظلہٗ، حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہٗ (جامعہ قاسم العلوم ملتان)، مولانا احسان احمد فاروقی، مولانا عبد الرزاق، حافظ محمد اسلم (جامع العلوم ملتان)، مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی (خان پور)، مولانا مفتی شاہد مسعود صاحب (سرگودھا)، مولانا سید محمد انور شاہ (دیپال پور)، مولانا محمد طیب، مولانا محمد یحیٰی لدھیانوی ابناء حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید (کراچی)، مولانا محمد نواز (جامعہ قادریہ حنفیہ، قادر پور راں ملتان)، قاری محمد یامین گوہر (جامعہ فاروقیہ چنیوٹ)، پروفیسر ابوالکلام خواجہ (ملتان)، مولانا سید خالد مسعود گیلانی (جامعہ آلِ محمد، سلانوالی)، مولانا مفتی عبد المعید، ڈاکٹر ظہیر احمد (سرگودھا)،

جناب چودھری محمد اشرف، سردار نسیم ڈوگر، حافظ حبیب اللہ (مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی)، حافظ عاطف (جماعۃ الدعوۃ چیچہ وطنی)، قاری محمد عطاء اللہ، محمد ظہیر، محمد اصغر، محمد ابراہیم، محمد اعظم (مجلس احرار اسلام چشتیاں)، مولانا فقیر اللہ، حافظ عبدالرحیم نیاز، حافظ محمد اشرف، مولوی کریم اللہ، مولوی محمد بلال، مولوی محمد طارق چوہان، مرزا محمد واصف بیگ و دیگر کارکنان مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان، مولانا محمد مغیرہ، مولوی محمد طیب، کارکنانِ احرار چناب نگر و چنیوٹ۔ ڈاکٹر عمر فاروق (تلہ گنگ)

بذریعہ فون و خط تعزیت کرنے والی شخصیات

حضرت مولانا محمد مکّی حجازی مدظلہٗ (مدرس حرم مکّہ مکرّمہ)، مولانا محمد عارف مکّی (مکّہ مکرّمہ)، پروفیسر محمد سلیم پروفیسر محمد سجاد (جامعہ اُمّ القریٰ، مکّہ مکرّمہ)، مولانا قاری محمد عبداللہ و جمیع احباب علماء و قراء (مدینہ منوّرہ)، جناب حاکم علی (مکّہ مکرّمہ)، جناب مولوی منظور احمد (رباط مکّی مدینہ منوّرہ)

☆ **انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ:** حضرت مولانا عبدالحفیظ مکّی مدظلہٗ (مکّہ مکرّمہ)، ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ (مکّہ مکرّمہ)، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا ثناء اللہ چنیوٹی (چنیوٹ)، مولانا زاہد محمود قاسمی (فیصل آباد)، قاری شبیر احمد عثمانی (چناب نگر)، جناب بلال احمد، مولانا مشتاق احمد (چنیوٹ)

☆ **جماعۃ الدعوۃ پاکستان:** محترم حافظ سعید احمد حفظہ اللہ، جناب امیر حمزہ، جناب قاری محمد یعقوب شیخ

☆ **جمعیت علماء اسلام:** حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہٗ (اکوڑہ خٹک)، مولانا محمد یوسف شاہ (اکوڑہ خٹک) مولانا عبدالرؤف فاروقی (سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام (س) لاہور) محمد فاروق قریشی جمعیت علماء اسلام (ف) کراچی

☆ **اہل سنّت والجماعت:** مولانا محمد احمد لدھیانوی

☆ **مجلس احرارِ اسلام جرمنی:** جناب سید منیر احمد (احباب و کارکنان جرمنی)

☆ **جماعتِ اسلامی:** جناب لیاقت بلوچ، جناب ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، جناب ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب برجیس احمد (کراچی)، جناب محمد حسین محنتی (کراچی)

☆ **عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت:** مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی (ملتان)، مولانا محمد علی صدیقی (سندھ) مولانا اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد (کراچی)

☆ **پاکستان شریعت کونسل:** حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہٗ، جناب عمار خان ناصر (گوجرانوالہ)

☆ **مرکزی جمعیت اہل حدیث:** پروفیسر عبدالستار حامد، مولانا میاں محمود عباس، مولانا محمد ابرار ظہیر

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہٗ (جامعہ خیر المدارس) حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہٗ، مولانا عبدالرشید انصاری (فیصل آباد)، حضرت مولانا فضل رحیم مدظلہٗ، مولانا اسعد عبید، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی (جامعہ اشرفیہ لاہور)، مولانا عبدالقیوم حقانی (جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ)، مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی (مانسہرہ)، مولانا میاں زبیر احمد مدظلہٗ (دین پور شریف)، مولانا حکیم محمود احمد ظفر (سیالکوٹ)، مولانا قاضی محمد طاہر علی الہاشمی (حویلیاں)، قاضی محمد ابراہیم (اٹک)، قاری مجیب الرحمٰن (لاہور)، مولانا عبدالرؤف چشتی (اوکاڑہ)، مفتی ہارون مطیع اللہ، محمد طارق مدنی (کراچی)، مولانا قاری اللہ داد (کراچی)، مولانا خلیل احمد ملک (جامعہ ملیہ چنیوٹ) مولانا محفوظ احمد

جالندھری (صادق آباد)، محمد اشرف، محمد امجد، محمد ارشد، قاری عبدالصبور، محمد معاویہ (مجلس احرار اسلام سیالکوٹ)

تعزیت کرنے والی دیگر اہم شخصیات

☆جناب محمد رفیق تارڑ (سابق صدر پاکستان) ☆مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (لندن) ☆جناب عطاء الحق قاسمی (روزنامہ جنگ) ☆جناب مسعود شورش (اسلام آباد) ☆جناب مبشر شورش (کینیڈا) (فرزندان آغا شورش کاشمیریؒ) ☆جناب نذیر اکبر انصاری (خلف الرشید ماسٹر تاج الدین انصاریؒ) ☆بنت ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، ڈاکٹر نوید احمد (نواسہ ماسٹر تاج الدین انصاری، سیالکوٹ) ☆جناب خواجہ عبدالجبار (فرزند خواجہ صادق کاشمیری) ☆جناب سید خالد جامعی، مدیر ساحل، جریدہ (شعبہ تحقیق وتصنیف کراچی یونیورسٹی) ☆جناب حامد کمال الدین، مدیر ایقاظ (لاہور) ☆جناب ڈاکٹر مظہر معین پرنسپل اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی اولڈ کیمپس (لاہور) ☆جناب افضل حق قرشی (پنجاب یونیورسٹی) ☆جناب ڈاکٹر زاہد منیر عامر (چئیر مین مولانا ظفر علی خان چئیر پنجاب یونیورسٹی) ☆مولانا محمد افضل (کینیڈا) ☆مولانا محمد اویس، جناب محمد ابوذر، جناب ابوہریرہ (بوریوالہ) ☆جناب ملک طارق محمود (اسلام آباد) ☆جناب پروفیسر امجد علی شاکر (لاہور) ☆جناب محمد متین خالد (لاہور) ☆جناب احمد معاویہ (مدیر سنابل، کالم نگار روزنامہ اسلام کراچی) ☆جناب خالد عمران (کالم نگار روزنامہ اسلام کراچی) ☆جناب نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ (لاہور) ☆جناب محمد اظہار الحق (کالم نگار روزنامہ نوائے وقت) ☆جناب جاوید اختر بھٹی (ممتاز ادیب ومحقق وافسانہ نگار، ملتان) ☆جناب ڈاکٹر وحید الرحمٰن خان (مزاح نگار ونقاد ایجوکیشن یونیورسٹی لاہور) ☆ڈاکٹر خالد سنجرانی (ادیب ونقاد جی سی یونیورسٹی لاہور) ☆جناب شبیر احمد خان میواتی، جناب حافظ محمد ندیم (دار الکتاب لاہور) ☆جناب سید سلمان گیلانی (لاہور) ☆میجر (ر) محمد سعید اختر (ملتان)، جناب پروفیسر محمد اسلم انصاری (ممتاز شاعر ملتان) ☆جناب خالد مسعود خان (ممتاز شاعر وکالم نگار روزنامہ جنگ) ☆جناب جمشید اقبال (ادیب وشاعر، بہاول پور) ☆جناب مستحسن خیال (ممتاز شاعر، ملتان) ☆جناب مختار پارس (ممتاز ادیب) ☆جناب محمد رفیق اختر (ڈائریکٹر ایگریکلچر لاہور) ☆جناب شکور طاہر (سابق ڈائریکٹر نیوز پی ٹی وی) ☆مولانا عبید اللہ (بن مولانا ابوریحان عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ، اسلام آباد) ☆جناب سیف اللہ خالد (بیورو چیف روزنامہ اُمّت، اسلام آباد) ☆جناب عبداللطیف الفت (اسلام آباد) ☆جناب محمد اشرف (گلاسکو) ☆جناب محمد اکرم راہی (لندن) ☆مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، مولانا احتشام الحق، محمد شفیع الرحمٰن، قاری علی شیر، مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی، سید محمد خاتم اندرابی، سید محمد غانم اندرابی، سید محمد ناعم اندرابی (مجلس احرار اسلام کراچی) خواجہ محمد شفیق، خواجہ عبدالوحید، محمد فیصل، محمد آصف، مولانا محمد عبداللہ (کراچی)، صاحبزادہ ابرار احمد بگوی (حزب الانصار بھیرہ) سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ (احمد پور شرقیہ) جناب عثمان محمد، شیبان محمد، حافظ محمد طارق، مولانا عبدالعزیز (امیر مجلس احرار اسلام بہاولپور) مرزا محمد ابوبکر، محمد وقاص سعید (راولپنڈی) مولانا اورنگزیب اعوان (اسلام آباد) محمد طارق (شورکوٹ) ملک محمد صدیق (تلہ گنگ) امتیاز حسین، عبدالخالق خلیق (چکڑالہ) حاجی عبدالقدیر، خواجہ محمد ایوب، حبیب احمد (لاہور) پروفیسر خالد شبیر احمد (چنیوٹ) ڈاکٹر عبدالرازق (لاہور)

۞۞۞

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

1989

کی تعمیر شروع ہے

چھ درس گاہیں، وضو خانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ تین درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

★ طالبات کے بیٹھنے کے لیے فرنیچر اور کتابوں کی الماریوں کا کام جاری ہے

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق شعبہ حفظ وناظرہ، ترجمۂ قرآن وتفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ وصدقات جامعہ کو عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

فی کمرہ لاگت

3,00,000

(تین لاکھ روپے)

تخمینہ

30,00,000

(تیس لاکھ روپے)

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

روح افزا اور کیا چاہیے!
SHARBAT
ROOH AFZA
ہمدرد
Brandstirr

CARE کیئر
PHARMACY فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

اقبال سٹیڈیم
بالمقابل سندباد
041-2605733

مدینہ ٹاؤن
سوساں روڈ
041-8543127

سلیمی چوک
اعوان پلازہ
041-8540064

گلستان کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2004509

سمن آباد
قادری چوک
041-2561616

جناح کالونی
گلبرگ روڈ
041-2642833

ڈی گراؤنڈ
ہریانوالا چوک
041-8559433

فیصل آباد میں سات برانچز الحمدللہ

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

24 گھنٹے کھلا ہے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: Canal View, Lahore.